اللہ اکبر
اللہ
مدد
اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ
حق چار یار
حضرت ابو بکر صدیق
حضرت عمر فاروق
حضرت عثمان
نظام خلافت راشدہ زندہ باد
مصنف عبدالکریم مشتاق کے دس سوالات کا جواب
سُنّی مذہب حق ہے
حضرت مولینا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان
شائع کردہ
تحریک خدام اہل سنت چکوال ضلع جہلم پاکستان

اللہ اکبر

یا اللہ مدد

اصلی کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حق چار یار

حضرت ابوبکر صدیق

حضرت عمر فاروق

حضرت عثمان غنی

نظام خلافت راشدہ زندہ باد

شیعہ مصنف عبدالکریم مشتاق کے دس سوالات کا جواب

# سُنّی مذہب حق ہے

مؤلفہ:-

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان

شائع کردہ

تحریک خدام اہل سنت چکوال ضلع جہلم پاکستان


ملنے کا پتہ:- شیر شاہ کراچی نمبر ۲۸

مکتبہ رشیدیہ چکوال ضلع جہلم

قیمت ۱۵/- روپے

طبع پنجم

# فہرست مضامین

## سُنی مذہب حق ہے

# عرض حال

"سُنّی مذہب حق ہے"۔ در اصل ایک شیعہ مصنّف عبدالکریم صاحب
مشتاق کے ان دس سوالوں کا جواب ہے جو راولپنڈی کے سیّد
باقر حسین شاہ صاحب سبزواری نے حضرت مولینا سیّد محمد یعقوب شاہ صاحب
خطیب جامع مسجد حنفیہ رضویہ پھالیہ ضلع گجرات کے نام بذریعہ رجسٹری ارسال
کئے تھے۔ اور انہوں نے جواب کے لئے میرے پاس بھیجدیئے تھے
ہم نے مذکورہ دس سوالات کے جوابات مع اپنے تین سوالات
کے سیّد باقر حسین شاہ صاحب کو بذریعہ رجسٹری ارسال کر دیئے
تھے لیکن انہوں نے تاحال ہمیں کوئی خط نہیں لکھا۔

ناواقف اور غافل سُنّی مسلمانوں کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے
کے لئے اس کتاب کی اشاعت کی ضرورت سمجھی گئی تو دفتر سے
حافظ عبدالوحید صاحب حنفی نے اس کی اجازت حاصل کرنے کے
لئے حضرت شاہ صاحب موصوف کو خط لکھا۔ اور شاہ صاحب نے
اجازت دیدی۔ چنانچہ موصوف کا اجازت نامہ حسب ذیل ہے:-

محترم جناب حنفی صاحب۔ السلام علیکم کے بعد خیریت طرفین مطلوب
گزارش ہے کہ آپ کی ارسال کردہ فوٹو سٹیٹ کاپی مل گئی تھی۔ مگر
باقر شاہ نے مجھے دوبارہ کوئی خط نہیں لکھا۔ اگر وہ جوابات چھپ



جائیں تو ہزاروں انسان ہدایت یافتہ ہونگے۔ جوابات نہایت
مدلل بلکہ لاجواب ہیں۔ حضرت قاضی صاحب کو میرا اسلام عرض کر دیں
فقط: سیّد محمد یعقوب پھالیہ ۷۹ - ۲ - ۱۹

جناب شاہ صاحب موصوف کے اجازت نامہ کے بعد انہی ایام میں
ہمیں شیعہ مصنف عبدالکریم صاحب مشتاق کی ایک مطبوعہ کتاب
دستیاب ہوئی ہے جس کا نام ہے "ہزار تمہاری دس ہماری"
۱۹۷۶ء کی اس مطبوعہ کتاب کے آخر میں یہی زیر بحث دس سوالات لکھے
ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ یہ دس سوالات پہلے سے شائع شدہ ہیں
اس لئے ان کے جواب بنام "سنّی مذہب حق ہے"۔ کی اشاعت
کی ضرورت اور زیادہ محسوس کی گئی ہے۔

مولوی مشتاق صاحب شیعہ کی چند دیگر تصانیف چودہ مسئلے۔ میں
شیعہ کیوں ہوا۔ فروع دین۔ وغیرہ بھی بعض احباب کے ذریعہ پہنچی
ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشتاق صاحب موصوف کا محبوب ترین
مشغلہ سُنّی مذہب کی مخالفت ہے۔ اور ہر ممکن کوشش سے نبی کریم
رحمت للعالمین خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مقدس جماعت صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم
اجمعین کی جنّتی شخصیتوں کو مجروح کرنا انکی فانی زندگی کا نصب العین ہے
مشتاق صاحب غالباً شیعہ علماء کے زمرہ میں شامل نہیں ہیں۔ ان

کے نام کے ساتھ ادیب فاضل لکھا ہے۔ معلوم نہیں وہ کون ہیں کہاں کے ہیں اور کن کن شیعہ علماء و مجتہدین سے استفادہ کرتے ہیں۔ بہرحال ان کے نام سے متعدد کتابیں ملک میں اشاعت پذیر ہیں بلکہ ہر شیعہ عالم اور مجتہد تحریر و تقریر کے ذریعہ اپنے مذہب شیعہ کی اشاعت میں ہر پہلو سے محنت کر رہا ہے۔ ان کے ذاکرین بھی اپنے مشن میں کوشاں ہیں لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ بجز چند مخصوص علماء کے عموماً علمائے اہل السنت والجماعت۔ جماعت صحابہؓ اور خلافت راشدہ کے شرعی مقام کے تحفظ کا احساس ہی نہیں رکھتے۔ حالانکہ سُنّی علماء پر منکرین و ناقدین صحابہؓ اور اعدائے خلفائے راشدین کی جارحیت کا دفاع فرض ہے۔ ورنہ غفلت۔ عدم احساس اور کم فہمی کا یہی حال رہا تو خدا جانے اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔

بفضلہ تعالیٰ ہم خدام اہل سنّت تحریری اور تقریری طور پر اپنی دفاعی سرگرمیوں میں مصروف ہیں حتیٰ کہ تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان کو نظام خلافت راشدہ کے مطالبہ کی جو قرارداد ۱۲ ربیع الاوّل سے پہلے ارسال کی گئی تھی وہ سارے ملک میں پھیلا دی گئیں۔ اخبارات نے بھی ان کو شائع کیا۔ اور ۱۲ ربیع الاوّل کے اعلان کے بعد شیعہ علماء کی طرف سے جو شدید احتجاج کیا گیا اور انہوں نے فقہ جعفری کو بطور پبلک لاء نافذ کرنیکا مطالبہ کیا۔ تو جنرل ضیاء الحق صاحب



نے حسب ذیل بیان دیا تھا کہ:۔ "چونکہ ملک میں سُنّی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے پاکستان میں صرف حنفی فقہ کا نفاذ ہوگا۔ اور ملک میں ہر فرقہ کے لئے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں" (نوائے وقت لاہور ۲۳ر فروری ۱۹۷۹ء)

چونکہ جنرل صاحب موصوف کا یہ بیان بالکل حق پر مبنی تھا اس لئے خدام نے انکی خدمت میں تائیدی قرارداد ارسال کی۔ اور تاریں بھی دیں۔ چنانچہ ان قراردادوں کی تائید اور تحسین میں ہمیں کئی حضرات کے خطوط موصول ہو چکے ہیں۔ بہرحال ہمیں فتنوں کا احساس ہے اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مابعد کی امت کے مابین جماعت صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہی تبلیغ و غلبہ دین کا ایک واحد موثر اور مقبول واسطہ ہیں اس لئے ان جنتی حضرات کے بلند ترین شرعی مقام کے تحفظ کے بغیر دین حق اسلام کا تحفظ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہر سُنّی مسلمان کو اپنے مذہب حق کی تبلیغ و اشاعت اور خدمت و نصرت کی مخلصانہ توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

## ہمارے تین سوال

شیعہ مصنّف کے دس سوالات کا جواب دینے کے بعد شیعہ علماء پر تین سوالات پیش کئے گئے ہیں (۱) شیعہ مذہب کی اصح الکتب اصول کافی کی

احادیث میں امام جعفر صادق وغیرہ ائمہ کے صریح ارشادات مذکور ہیں
کہ امر دین کا چھپانا فرض ہے اور جو شخص دین کی اشاعت کرتا ہے
وہ خدا کے ہاں ذلیل ہے اور جو دین کو چھپاتا ہے خدا کے ہاں عزت
پاتا ہے اور یہ کہ تقیہ یعنی اظہار خلاف حق ہیں دین کے ۹ حصے ہیں
وغیرہ۔ تو جو شیعہ علماء شیعہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں
وہ اپنے مذہب کے اصول پر اپنے معصوم اماموں کی نافرمانی اور
مخالفت کر رہے ہیں۔

(۲) شیعوں کا مروجہ کلمہ اسلام و ایمان جس میں علی ولی اللہ وصی
رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل کے الفاظ ہیں بالکل من گھڑت ہے
رسول امین رحمت للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی نے کسی شخص
سے بھی کلمہ اسلام میں توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھ حضرت علی
کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا اقرار نہیں کرایا۔ اور نہ ہی حضرت علیؓ المرتضیٰ
حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

(ب) اسی طرح شیعوں کی مروجہ اذان بھی بے بنیاد ہے جس میں علی
ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل اعلان کیا جاتا ہے
شیعہ علماء اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔ تو جس مذہب شیعہ
کا کلمہ اسلام و ایمان اور جس مذہب کی اذان کا کوئی ثبوت حضور خاتم
النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و عمل سے ثابت نہیں ہو سکتا وہ
مذہب کیونکر حق ہو سکتا ہے اور اس مذہب کی دعوت کیونکر صحیح



ہو سکتی ہے۔

(۳) قرآن مجید کی آیت تمکین اور آیت استخلاف کی روشنی میں دیکھا
جائے تو حضرت علیؓ المرتضیٰ سے لیکر امام غائب حضرت مہدی تک بارہ
امام قرآن کی بیان کردہ صفات کے تحت سچے خلیفہ ثابت نہیں ہو سکتے
کیونکہ قرآن کی موعودہ خلافت کے لئے تمکین دین۔ غلبہ حکومت ضروری
ہے۔ لیکن شیعہ مذہب کے تحت یہ سارے امام تقیہ اور کتمان حق کرتے
رہے۔ حتیٰ کہ حضرت علی المرتضیٰ اپنے دور خلافت میں بھی شیعہ مذہب
(کلمہ و اذان اور شرعی حدود متعہ وغیرہ کا نفاذ نہیں کر سکے۔ اس لئے
ان ائمہ میں سے کوئی بھی حسب مذہب شیعہ کامیاب خلیفہ قرار نہیں
دیا جا سکتا۔ اگر سنی مذہب کے عقیدہ خلافت راشدہ کو خدانخواستہ نظرانداز
کر دیا جائے تو پھر قرآن مجید سورۃ النور کی آیت استخلاف میں قادر
مطلق خالق کائنات عزّ وجلّ کا وعدہ خلافت کسی طرح بھی صحیح اور
حق ثابت نہیں ہو سکتا۔ کسی مذہب کو پرکھنے کے لئے ہزار دس ہزار
سوالات کی ضرورت نہیں ہے صرف بنیادی اصول ہی غور و فکر اور تحقیق
حق کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
خطیب مدنی جامع مسجد چکوال و بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت
پاکستان۔

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ
۱۹ مارچ ۱۹۷۹ء۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# بخدمت سید باقر حسین شاہ صاحب سبزواری

سلام مسنون۔ آپ نے مولینا محمد یعقوب شاہ صاحب خطیب اہل سنت پھالیہ ضلع گجرات کے نام جو سوالنامہ ارسال کیا تھا وہ انہوں نے جواب کیلئے میرے پاس بھیجدیا ہے۔

آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ :۔ مندرجہ ذیل دس سوالات شیعہ عالم عبدالکریم مشتاق صاحب نے اہل السنت والجماعت سے پوچھے ہیں اور تحریرو تقریری طور پر کہا ہے کہ جو سُنّی مولوی ان دس سوالات کے جوابات صحیح دے گا اس کو میں مبلغ دس۱۰ ہزار روپے بطور نقد انعام پیش کرونگا اور اپنا شیعہ مذہب ترک کرکے سُنّی مذہب قبول کرلونگا۔ بصورت دیگر علمائے اہل سنت کو دعوت دیجاتی ہے کہ عقیدہ باطل کو چھوڑ کر مذہب شیعہ حق قبول کرکے سعادتِ دارین حاصل کریں۔" اور آپ نے اس خط کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ :۔

میں سیّد باقر حسین شاہ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا سوالات کے جوابات شافی جتنا جلد ممکن ہوسکے جلد از جلد میرے درج ذیل پتہ پر ارسال کریں ورنہ میں اور میرے دیگر ہمخیال جن کے پاس ان سوالات کا کوئی شافی جواب نہیں ہے کی تعداد تقریبًا دو ہزار نفوس پر مشتمل ہے مذہب الشیعہ حقہ قبول کرلینگے۔ فی الحال ہم سب آپ کے جوابات کا انتظار کررہے ہیں۔ اگر آپ کا جواب 14/10/78 تک نہ ملا تو پھر ہم سب کے لئے علانیہ مذہب شیعہ حقہ کو قبول کرنا ضروری ہوجائیگا۔"



شاہ صاحب۔ آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شیعہ مذہب کا اعلان کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور مولوی عبدالکریم صاحب کے سوالات آپ کے لئے سنّی و شیعہ مذہب کی تحقیق کے لئے کوئی معیاری حیثیت رکھتے ہیں اور آپ نے جوابات کیلئے تاریخ بھی مقرر فرمادی۔ لیکن کیا تحقیق حق کا یہی طریقہ ہوتا ہے ؟

فرمائیے۔ اگر آپ قبل ازیں اہل السنّت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں تو آپکا مذہبی تعلق کن علماء سے تھا اور کیا آپ نے ان سُنّی علماء سے بھی ان سوالات کا جواب دریافت کیا ہے ؟

(۲) کیا مولینا سیّد محمد یعقوب شاہ صاحب آف پھالیہ سے آپ کا کوئی پہلے دینی یا دنیوی تعلق تھا جس کی وجہ سے آپ نے ان سوالات کا جواب ان سے طلب کیا ہے ؟

(۳) آپ نے جن دو ہزار ہمخیال افراد کے متعلق لکھا ہے کہ جوابات نہ ملنے پر وہ بھی آپ کے ساتھ شیعہ ہونے کا اعلان کردینگے۔ تو کیا آپ نے ان سب کو اکٹھا کرکے ان کے سامنے یہ سوالات پیش کئے ہیں اور ان سب نے یہ کہا ہے کہ ہمارے پاس ان کا کوئی جواب نہیں ہے یا آپ اپنے اعتماد پر یہ فرمارہے ہیں کہ آپ کے شیعہ ہونے کے بعد وہ بھی شیعہ ہوجائینگے ؟

(۴) اگر آپ صرف ان سوالات کی بناء پر سُنّی مذہب کو ترک کرکے شیعہ مذہب کو قبول کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو یہ آپ کے فہم و شعور کی

دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ ان سوالات میں اکثر ایسے سوالات ہیں کہ معمولی غور و فکر سے آپ ان کا جواب دے سکتے ہیں۔ اور یہ سوالات کوئی علمی سوالات نہیں ہیں بلکہ نمبر شماری کے طور پر ہیں۔ مثلاً

**سوال نمبر ۳** میں لکھا ہے کہ :-

"رنگیلا رسول" نامی ایک کتاب شانِ رسالت مآبؐ کی گستاخی میں لکھی گئی۔ اس میں تمام روایات معتبر کتبِ سُنّیہ سے نقل کی گئی ہیں۔ کیا کوئی سُنّی المذہب یہ ثابت کرسکتا ہے کہ گستاخ رسول مصنف نے کوئی ایک بات بھی کسی شیعہ کتاب سے نقل کی ہے۔ اگر جواب بن پڑے تو مکمل حوالہ درکار ہے؟

**الجواب** (۱) سائل پر لازم تھا کہ وہ رنگیلا رسول میں صحیح حوالہ کے ساتھ کسی مستند کتاب اہل سُنّت کی قابلِ اعتراض عبارت پیش کرتے۔ بلا ثبوت محض الزام سازی کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(۲) آریہ پنڈتوں نے اور عیسائیوں (پادریوں) نے اسلام۔ قرآن اور حضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراضات وارد کئے ہیں۔ کیا پنڈت دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں قرآن مجید پر اعتراضات وارد نہیں کئے؟ تو کیا ان اعتراضات کی بناء پر قرآن آپ کے نزدیک مشکوک ہو جائیگا؟

(۳) اگر رنگیلا رسول کے مصنف نے اس میں کسی شیعہ مذہب کی کتاب کا حوالہ نہیں پیش کیا تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ شیعہ مذہب کی



کتابوں میں قابلِ اعتراضات باتیں نہیں ہیں بلکہ اسکے نزدیک اور عام غیر مسلم معترضین کے نزدیک چونکہ سوادِ اعظم اہل السنّت والجماعت ہی اسلام کے نمائندے ہیں۔ اور سُنّی مذہب کے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ میں سے پہلے تین خلفاءؓ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد روم و ایران کی طاغوتی سلطنتوں کو نیست و نابود کیا ہے اور ان کی ہی مجاہدانہ قربانیوں سے نورِ اسلام نے اطرافِ عالم کو منور کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ نے ان کی اسلامی عظمتوں کا لوہا مانا ہے اس لئے وہ دینِ اسلام کو مجروح کرنے کے لئے مذہب اہل السنّت والجماعت پر ہی حملہ آور ہوتے ہیں۔ شیعہ مذہب تو کتمانِ حق اور تقیہ کے پردوں میں لپٹا ہوا ہے۔ غیر مسلم معترضین کو اس پر حملہ آور ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

**سوال نمبر ۵** کے تحت لکھا ہے کہ:- حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۔ (البقرہ ۲۳۸) یعنی تمام نمازوں کی عموماً اور درمیانی نماز کی خصوصاً حفاظت کرو اور اللہ کے آگے قنوت میں کھڑے رہو۔ یہ حکم قرآن مجید میں موجود ہے۔ لیکن جب ہم کسی سُنّی المذہب کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں قنوت میں کھڑا نظر نہیں آتا۔ بتائیے۔ آپ کی نماز قرآن کے مطابق کیوں نہیں پڑھی جاتی؟ واضح ہو کہ حکم قرآن کی تنسیخ صرف آیت قرآنی سے ہو سکتی ہے؟

**الجواب:-** یہ سوال بھی برائے سوال ہی نمبر شماری کے لئے پیش کیا گیا ہے

کیا اس سوال کی عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اہل السنّت والجماعت کا عمل قرآن کے اس حکم کے خلاف ہے ؟ سائل کو چاہیے تھا کہ وہ پہلے قرآن کی آیت میں قانتً ہونے کا مطلب بیان کرتے۔ اس کے بعد ثابت کرتے کہ اہل السنّت اسکے مخالف ہیں؟ جب سوال ہی واضح نہیں تو جواب کس بات کا دیا جائے ؟

**سوال نمبر ۷** آپ حضرات کو امام مہدی ہادی آخر الزمان بن حسن العسکری کی غیبت پر اعتراض ہے۔ بتائیے۔ شیطان غائب ہے یا ظاہر؟ اگر غائب ہے تو معلوم ہوا کہ وہ عالم غیبت میں گمراہی پھیلاتا ہے لہٰذا جواب دیجئے کہ جب عالم غیبت میں گمراہی پھیلائی جا سکتی ہے تو ہدایت کا سلسلہ کیوں جاری نہیں رہ سکتا۔ ؟

**الجواب** سائل نے امام مہدی کے ہادی ہونے کے لئے مثال بھی خوب پیش کی ہے یعنی شیطان کی۔ ماشاء اللہ۔

(ب) اگر ہدایت پھیلانے کا یہی مطلب ہے تو پھر حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی ہدایت امام مہدی کی طرح غائب رہ کر کیوں نہیں کی ؟ جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام گذرے ہیں انہوں نے اپنے دورِ نبوت و رسالت میں ان لوگوں کے سامنے آکر تبلیغ وہدایت فرمائی ہے جن کی اصلاح وہدایت کے لئے انکو مبعوث کیا گیا تھا۔ کیا کسی ایسے پیغمبر علیہ السلام کا آپ ثبوت پیش کر سکتے ہیں جو امت سے مخفی رہ کر ہدایت کا فریضہ ادا کرتا رہا ہو۔ یہاں آپ



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال نہیں پیش کر سکتے جو آسمانوں پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں نازل ہوں گے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے تبلیغ رسالت کے دور میں مخفی نہیں رہے۔ اور پھر جب آپ دجال کو قتل کرنے کا فریضہ ادا کرینگے تو آپ اسوقت سب لوگوں کے سامنے ظاہر ہونگے نہ کہ مخفی۔

(ج) فرمائیے اگر شیعوں کے نزدیک امام مہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہویں خلیفہ اور امام ہیں تو تبلیغ وجہاد کے فرائض کی بجا آوری میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے کیوں محروم ہیں ؟ خلیفۂ رسول تو وہ ہے جو بالفعل نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے تبلیغ وہدایت اور جہاد کرے۔ نہ وہ کہ ایک فرضی وجود کی طرح صدیوں سے غائب ہو۔ اور امت کفر والحاد کے اندھیروں میں بھٹکتی رہے۔ اور اگر امام وخلیفہ ہونے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس کی دعوات برکات ہی کافی ہیں۔ تو پھر کیا اس مقصد کے لئے شیعوں کے نزدیک اپنی اپنی قبروں میں سابقہ گیارہ اماموں کا وجود کافی نہیں ہے

**سوال نمبر ۸** کیا آپ کسی معتبر تاریخی حوالے سے یہ بتا سکتے ہیں اور ثابت کر سکتے ہیں کہ جب حضرات شیخین نے جنازہ رسول بلا دفن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو انہوں نے حضرت علیؓ یا حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کو اپنے عزائم سے آگاہ کیا ہو۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ثبوت فراہم کریں۔

**الجواب** (۱) سقیفہ بنی ساعدہ میں تو فوری ضرورت کے تحت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ تشریف لے گئے تھے جس کی

وجہ سے وہ ان حضرات سے مشورہ نہیں کر سکے۔

(۲) اب تو دیکھنا یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ تسلیم کیا ہے یا نہیں۔ اور آپ نے مسجد نبوی میں حضرت صدیقؓ کی اقتداء میں نمازیں پڑھی ہیں یا نہیں؟ اور اگر شیعہ مذہب کی مستند کتابوں سے ہی یہ امر ثابت ہو جائے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت کی ہے اور ان کے پیچھے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھی ہیں تو پھر کسی اعتراض کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے اگر شیعہ علماء اس کا انکار کریں تو ہم ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔

**سوال نمبر ۹** قرآن مجید کے پانچویں پارے کی ابتدا میں آیت متعہ موجود ہے۔ آپکا پرچار ہے کہ متعہ زنا ہے۔ مہربانی کر کے آیت میں مستعمل لفظ متعہ کا ترجمہ اپنے معنوں میں کیجیے۔؟

**الجواب** (۱) یہ سوال ہی جاہلانہ ہے کیونکہ موجودہ قرآن میں تو کہیں لفظ متعہ کا وجود نہیں۔ ہاں ایسے الفاظ قرآن مجید میں موجود ہیں جن میں م ت ع کا مادہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ (سورۃ الزمر آیت ۸) وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ (سورۃ محمد آیت ۱۲) رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ (سورۃ الانعام آیت ۱۲۸) اور فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً (سورۃ النساء آیت ۲۴) اور سائل نے یہی آیت مراد لی ہے۔ لیکن اس میں لفظ متعہ نہیں بلکہ اِسْتَمْتَعْتُمْ ہے۔



اور اگر اس سے مراد وہ نکاح متعہ ہے جو شیعہ مذہب کی خصوصیت ہے اور وہ بغیر گواہوں کے بھی ہو سکتا ہے تو اس کا ثبوت ان کے ذمہ ہے۔

اور کوئی سُنّی عالم یہ نہیں کہتا ہے کہ لفظ متعہ کا ترجمہ زنا ہے جس کی بناء پر سائل کا سوال صحیح قرار دیا جا سکے۔ ہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ شیعہ مذہب میں جو متعہ ہے اور جو گواہوں کے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔ تو اس کی صورت زنا ہی کی ہے کیونکہ اس میں بھی دو مرد و عورت اپنی رضامندی سے بغیر گواہوں کی شہادت کے مخفی طور پر شہوت رانی کر لیتے ہیں۔

(۲) اور اس متعہ کا ثواب بھی شیعہ مذہب میں بے نظیر ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے ایک حدیث میں لکھا ہے کہ:-

مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً كان درجته كدرجة الحسين عليه السلام ومن تمتَّع مَرَّتين فدرجته كدرجة الحسن عليه السلام ومَنْ تمتَّع ثلثَ مرّات كان درجته كدرجة علي بن ابي طالب عليه السلام ومن تمتع اربع مرّاتٍ فدرجته كدرجتي" یعنی ہر کہ یکبار متعہ کند درجۂ او چوں درجۂ حسین علیہ السلام باشد و ہر کہ دو بار متعہ کند درجہ او چوں درجہ حسن علیہ السلام باشد و ہر کہ سہ بار متعہ کند درجہ او چوں درجہ علی بن ابی طالب علیہ السلام باشد و ہر کہ چہار بار متعہ کند درجہ او مانند درجۂ من" (تفسیر منہج الصادقین جلد دوم ص۴۹۳ مصنفہ ملا فتح اللہ کاشانی مطبوعہ تہران)۔

جو شخص ایکبار متعہ کرے اس کا درجہ مثل درجہ امام حسین ہوگا اور جو شخص دو بار متعہ کرے اس کا درجہ مثل امام حسن کے اور جو شخص تین بار متعہ کرے اسکا درجہ

مثل حضرت علی بن ابی طالب کے اور جو شخص چار مرتبہ متعہ کرے اس کا درجہ مثل میرے درجہ کے ہوگا۔" العیاذ باللہ۔

فرمائیے: کیا شیعہ مذہب میں متعہ جیسا ثواب کسی اور عبادت پر بھی مل سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ جو حلال نکاح متفق علیہ ہے اس میں بھی یہ ثواب نہیں ملتا۔ اور نماز روزہ زکوٰۃ اور حج پر بھی اتنا ثواب مذکور نہیں ہے کیا عقل و ایمان کی بنیاد پر متعہ جیسے فعل کا اس قدر ثواب کہ اگر العیاذ باللہ چار بار متعہ کرے تو مثل رحمت للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کے اسکو درجہ نصیب ہو جائے۔ قابل تسلیم ہو سکتا ہے؟ اب آپ ہی شیعہ علماء و مجتہدین سے پوچھنے کی ہمت کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی شخص چار سے زیادہ بار متعہ کرے تو اسکو کونسا درجہ نصیب ہوگا؟ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔

اگر "رنگیلا رسول" کے مصنّف کو اس مسئلے کا علم ہوتا یا وہ شیعہ مذہب کو اسلام کا ترجمان سمجھتا تو کیا "رنگیلا رسول" میں اس مسئلہ متعہ اور اسکے منقولہ ثواب کی وضاحت کر کے مذہب کی دھجیاں نہیں اڑا سکتا تھا۔

(۲) اب ایک اور حیرت انگیز مسئلہ پیش خدمت کرتا ہوں۔ فروع کافی جلد ۲ ص۱۹۸ مطبوعہ لکھنؤ میں روایت ہے:۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام

جاءت امرأۃ الی عمر فقالت اِنّی زنیت فَطَهِّرنِی فامَرَبها ان ترجم فاخبر بذلك امیر المومنین صلوات اللہ علیه فقال کیف زنیتِ فقالت مررتُ بالبادیة فاصابنی عطش شدید فاستسقیتُ اَعرابیا فابی ان یسقینی اِلّا ان اُمکّنه من نفسی



فلما اَجهدنی العطش وخفت علی نفسی سقانی فامکنته مِن نفسی فقال امیر المومنین علیه السلام تزویجٌ وربّ الکعبۃ"

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت (حضرت) عمرؓ کے پاس آئی اور کہا میں نے زنا کیا ہے۔ آپ مجھے پاک کریں۔ آپ نے اسکو سنگسار کرنیکا حکم دیا۔ پس حضرت علیؓ کو اس بات کی خبر ملی تو آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ تو نے کس طرح زنا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں ایک جنگل میں جا رہی تھی کہ مجھے سخت پیاس لگی۔ ایک اعرابی (بدو) سے پانی مانگا تو اس نے کہا کہ اس شرط پر پانی دونگا کہ تو میرے ساتھ ہمبستری کرے جب پیاس نے مجھ کو مجبور کیا اور مجھے موت کا خوف لاحق ہوا تو میں نے اس کو اپنے نفس پر قابو دیا (یعنی ہمبستری کی) اس پر امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ رب کعبہ کی قسم یہ تو نکاح ہے؟"

اب آپ ہی شاہ صاحب فرمائیے کہ کیا یہ زنا نہ تھا؟ کیا اس پاک مذہب کی خاطر آپ سنی مذہب ترک کرنا چاہتے ہیں؟ یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ اس کتاب کی روایت ہے جو شیعہ مذہب میں سب سے زیادہ صحیح کتاب حدیث ہے۔ اور جس کے ٹائیٹل پر حضرت امام مہدی صاحب کا یہ ارشاد لکھا ہوا ہے کہ آپ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا کہ:۔

ھٰذا کافٍ لِشِیعتنا (یعنی یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے)

**سوال نمبر۱** قرآن کی اس آیت کا نشان بتائیے جس میں حکم ہو کہ:۔ ماتم شبیر حرام ہے۔"

**الجواب** (۱) یہ سوال بھی جہالت پر مبنی ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ میں مدعی شیعہ ہیں اور وہ ماتم شبیرؑ کو عبادت قرار دیتے ہیں۔ ثبوت تو مدعی کے ذمہ ہوتا ہے آپ شیعہ علماء سے قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت پیش کرنیکا مطالبہ کریں جس سے ماتم شبیر کا عبادت ہونا صراحتاً ثابت ہو۔ ؟

ہم تو ماتم مروجہ کے افعال کو خلافِ صبر قرار دیتے ہیں اور قرآن مجید میں صبر کرنیوالوں کو بشارت دیگئی ہے نہ کہ ماتم مروجہ کا ارتکاب کرنے والوں کو بشارت دیگئی ہے چنانچہ:-

قرآن مجید میں فرمایا ہے:- وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ۔ (اے ایمان والوں تم مدد حاصل کرو صبر اور نماز کے ذریعہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے“

(۲) اور قرآن مجید کی آیات صبر اور رسول کریم رحمت للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ کے تحت ہی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ حضرت زینب کو یہ وصیّت فرمائی تھی کہ:- اے خواہر گرامی تمکو میں قسم دیتا ہوں کہ میں جب شہید ہو کر بعالم بقا رحلت کروں گریبان چاک نہ کرنا۔ اور منہ نہ نوچنا۔ واویلا نہ کرنا۔ پس اہل حرم کو فی الجملہ تسلی و دلاسا دیکر تہیہ سفر آخرت درست کیا الخ (جلاء العیون مترجم مولفہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی۔ جلد دوم صفحہ ۱۷۸ مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور)۔



اور خود رسول کریم رحمت للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو یہ وصیّت فرمائی تھی کہ:- اے فاطمہ جب میں مرجاؤں۔ اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت سے نہ نوچنا اور اپنے گیسو پریشان نہ کرنا اور واویلا نہ کہنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور نوحہ کرنیوالوں کو نہ بلانا“۔ . . .
(جلاء العیون مترجم اردو جلد اول صفحہ ۶۷ مطبوعہ لکھنؤ)

سیّد باقر حسین شاہ صاحب۔ اب آپ ہی شیعہ مذہب کے علماء اور مجتہدین سے یہ پوچھیں کہ وہ امام حسینؓ کی یادگار منانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام حسینؓ کے صریح ارشادات کی کیوں مخالفت کرتے ہیں؟ کیا شیعہ مذہب کی عبادت حضور خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسینؓ کی مخالفت پر مبنی ہے ؟

**سوال نمبر ۶** تفسیر اِتقان جلد اوّل صفحہ ۶۰ پر علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اقرار کیا کہ ان کے جمع کردہ قرآن میں غلطیاں ہیں۔ مگر ان کی تصیح عرب خود ہی کرلیں گے۔ جواب دیجئے۔ اس قول کی موجودگی میں قرآن کو غلطیوں سے پاک ماننے کا عقیدہ آپ کے مذہب کے مطابق کس طرح درست ہوا۔ ؟

**الجواب** (۱) سائل پر لازم تھا کہ وہ اتقان کی اصل عبارت نقل کرتے۔ یا اس کا ترجمہ کسی سُنّی عالم کے حوالہ سے نقل کرتے تاکہ اس کے بعد اس عبارت پر تبصرہ کیا جاتا۔

(۲) اتقان میں تو یہ لکھا ہے کہ:- الاجماع والنصوص لمترادفة

علی انّ ترتیب الاٰیات فِی سُورِھا بتوقیفہ صلی اللہ علیہ وسلم و امرہ من غیر خلاف فی ھٰذا بین المسلمین۔" (اتقان جلد اوّل صہ ۶۲ مطبوعہ مصر) :۔ اجماع اور نصوص متواترہ سے یہ بات ثابت ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں میں آیات کی جو ترتیب ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی وجہ سے توقیفی ہے۔ اور اس میں مسلمانوں میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔"

(۳) قرآن مجید جو صدیوں سے عالم اسلام میں موجود ہے۔ یہ اس قرآن مجید کی نقل ہے جو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب کر کے مملکت اسلامیہ میں پھیلا دیا تھا۔ اگر شیعہ مذہب کے علماء کے نزدیک یہ صحیح ہے تو فبہا ورنہ وہ صحیح قرآن مجید سامنے کریں۔

(۴) حضرت عثمانؓ کے مرتّبہ و مروجہ قرآن پر اعتراض کرنیوالے اپنے گھر کی بھی خبر لیں۔ کیونکہ شیعہ مذہب کی احادیث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو غضبناک ہو کر اصلی قرآن کو بھی امام غائب کی طرح بالکل ہی غائب کر دیا تھا۔ چنانچہ اصول کافی صہ ۶۷ پر یہ حدیث درج ہے کہ :۔ عن سالم بن سلمۃ قال قرأ رجل علی ابی عبداللہ علیہ السلام و انا استمع حروفا من القرآن لیس علی ما یقرأھا الناس فقال ابو عبداللہ علیہ السلام کف عن ھٰذہ القراءۃ اِقرأ کما یقرءُ الناس حتی یقوم القائم فاذا قام القائم قرأ کتاب اللہ عزوجل علی حدّہ و اخرج المصحف الذی کتبہ علی



علیہ السلام الی الناس حین فرغ منہ وکتبہ فقال لھم ھٰذا کتاب اللہ عزوجل کما انزلہ اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جمعتہ من اللوحین فقالوا ھو ذا عندنا مصحفٌ جامع فیہ القرآن لا حاجۃ لنا فیہ فقال اما واللہ ما ترونہ بعد یومکم ھٰذا ابداً انما کان علیّ ان اخبرکم حین جمعتہ لتقرءوہ"۔ اس روایت کا ترجمہ شیعہ ادیب اعظم سیّد ظفر الحسن امروہوی نے حسب ذیل لکھا ہے :۔

راوی کہتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو عبداللہ (یعنی امام جعفر صادق) علیہ السلام کے سامنے قرآن پڑھا میں کان لگا کر سن رہا تھا اس کی قراءت عام لوگوں کی قراءت کے خلاف تھی۔ حضرت نے فرمایا اس طرح نہ پڑھو بلکہ جیسے سب لوگ پڑھتے ہیں تم بھی پڑھو۔ جب تک ظہور قائم آل محمد نہ ہو۔ جب ظہور ہوگا تو وہ قرآن کو صحیح صورت میں تلاوت کرینگے اور اس قرآن کو نکالینگے جو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے لئے لکھا تھا اور فرمایا جب حضرت علی جمع قرآن اور اسکی کتابت سے فارغ ہوئے تھے تو آپ نے اس کو حکومت کے سامنے پیش کر کے فرمایا یہ ہے کتاب اللہ جس کو میں نے اس ترتیب سے جمع کیا ہے جس طرح حضرت رسول خدا پر نازل ہوئی تھی میں نے اس کو دو لوحوں (لوح دل اور لوح مکتوب) سے جمع کیا ہے انہوں نے کہا ہمارے پاس جامع قرآن موجود ہے ہمیں آپ کے قرآن کی ضرورت نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ بخدا اس کے بعد اب تم کبھی اسکو نہ دیکھو گے

میرا فرض ہے کہ میں تم کو اس سے آگاہ کروں تاکہ تم اس کو پڑھو" (شافی
اصول ترجمہ کافی جلد دوم کتاب فضل القرآن صـ۶۳۱)۔

ترجمہ میں شیعہ ادیب اعظم نے جو یہ لکھا ہے کہ :- اس قرآن کو نکالینگے
جو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے لئے لکھا تھا"۔ یہ الفاظ کہ" اپنے لئے لکھا
تھا"۔ روایت میں نہیں ہیں۔ یہ مطلب ادیب صاحب نے اپنی طرف
سے بڑھا لیا ہے تاکہ اہل سنت کو یہ جواب دیا جائے کہ حضرت علی نے
جس قرآن کو غائب کیا تھا وہ انہوں نے صرف اپنے لئے لکھا تھا اس لئے
قابل اعتراض نہیں۔ لیکن یہ توجیہ بھی غلط ہے کیونکہ اگر اپنے لئے لکھا تھا
تو پھر لوگوں پر پیش کیوں کیا تھا: اور خود روایت کے ان الفاظ سے کہ
"لِتَقْرَءُوهُ" (تاکہ تم اسکو پڑھو) یہی ثابت ہوتا ہے کہ لوگوں کے پڑھنے
کے لئے لکھا اور پیش کیا تھا علاوہ ازیں ادیب اعظم نے ترجمہ میں لکھا
ہے :- "اسکو حکومت کے سامنے پیش کر کے فرمایا"۔ حالانکہ روایت میں
حکومت کا لفظ نہیں بلکہ الناس کا لفظ ہے جس سے عام لوگ مراد ہیں
شاید مترجم صاحب نے اس لئے حکومت کا لفظ لکھ دیا ہے تاکہ لوگ اس
وقت کی حکومت و خلافت سے بدظن ہو جائیں کہ انہوں نے حضرت علیؓ
کے لکھے ہوئے قرآن کو قبول نہیں کیا تھا۔ بہرحال اصول کافی کی اس حدیث
سے واضح ہوتا کہ اصلی اور صحیح قرآن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکل
ہی غائب کر دیا تھا۔

(۲) علامہ باقر مجلسی نے یہ روایت لکھی ہے کہ :- بعد چند روز کلام اللہ



ناطق یعنی جناب امیر نے قرآن کو جمع فرمایا اور جزو دان میں رکھ کر سر بمہر کر
دیا اور مسجد میں تشریف لا کر مجمع مہاجر و انصار میں ندا فرمائی کہ اے گروہ
مردمان جب میں دفن پیغمبر آخر الزمان سے فارغ ہوا بحکم آنحضرت قرآن
جمع کرنے میں مشغول ہوا اور جمیع آیات و سورہائے قرآنی کو میں نے جمع کیا
ہے اور کوئی آیت آسمان سے نازل نہیں ہوا جو حضرت نے مجھے نہ سنایا
ہو اور اس کی تاویل مجھے نہ تعلیم کی ہو۔ چونکہ اس قرآن میں چند آیات کفرِ
نفاق منافقان قوم و نص خلافت جناب امیر پر صریح تھے اس وجہ سے
عمر نے اس قرآن کو قبول نہ کیا پس جناب امیر خشمناک اپنے حجرۂ طاہرہ کی
جانب تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اب قرآن کو تم لوگ تا ظہور قائم آل محمد
نہ دیکھو گے"۔ (جلاء العیون مترجم اردو جلد اول صـ۱۵۱ مطبوعہ لکھنو)۔ ایضاً
جلاء العیون جلد اول مطبع انصاف پریس لاہور صـ۲۰۲) یہ بھی ملحوظ رہے کہ لکھنو کے
ترجمہ میں تو یہ الفاظ ہیں :- اس وجہ سے عمر نے اس قرآن کو قبول نہ کیا"۔
اور لاہور کے مطبوعہ ترجمہ میں یہ لکھا ہے کہ :- اس وجہ سے خلافت نے اس
قرآن سے انکار کر دیا"۔ بہرحال مندرجہ دونوں روایتوں سے بالکل واضح ہے
کہ جو قرآن حضرت علیؓ نے جمع کر کے لوگوں کے سامنے پیش فرمایا تھا اس کو
انہوں نے قبول نہ کیا اور دوسری روایت سے حضرت علیؓ کے جمع کردہ
قرآن کی وجہ بھی یہ بیان کر دی ہے کہ اس قرآن میں منافقین قوم کے کفر اور
نفاق کے متعلق چند آیات صریح پائی جاتی تھیں اور حضرت علی کی خلافت
کے لئے بھی صریح آیات تھیں۔ اس لئے انہوں نے اس قرآن کو قبول نہ

کیا۔ اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو قرآن ان لوگوں کے پاس پہلے سے موجود تھا اسمیں نہ ان منافقین کے خلاف تصریح پائی جاتی تھی اور نہ ہی اس میں حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ان کی خلافت کے لئے تصریح موجود تھی۔ اور چونکہ آج بھی امت مسلمہ کے پاس وہی قرآن ہے جو حضرت عمرؓ اور اصحاب خلافت کے پاس اسوقت موجود تھا اس لئے اس قرآن میں حضرت علیؓ کی خلافت پر کوئی نص نہیں پائی جاتی۔ تو پھر شیعہ علماء اور مجتہدین موجودہ قرآن میں سے حضرت علیؓ کی خلافت و امامت کی نص کیونکر ثابت کر سکتے ہیں؟ اور یہی وجہ ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق نے اپنے رسالہ "میں شیعہ کیوں ہوا" میں اگرچہ دعویٰ بھی پیش کیا ہے کہ بارہ اماموں کی امامت قرآن سے ثابت ہے لیکن وہ اس قرآن میں سے بطور نص کوئی آیت پیش نہیں کر سکے۔ صرف وہی آیات پیش کی گئی ہیں جن میں اگلی امتوں اور انکے پیشواؤں کا ذکر ہے۔ اگر اس قرآن میں حضرت علیؓ سمیت بارہ ائمہ کی امامت و خلافت کا کہیں ذکر کسی آیت میں پایا جاتا ہے تو پاکستان کا کوئی شیعہ عالم اور مجتہد ہمارے سامنے پیش کرے۔ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

(۲) حسب حدیث اصول کافی جب حضرت علی المرتضٰی نے اصلی اور صحیح قرآن کو غائب کر دیا تو وہ نہ معصوم ثابت ہو سکتے ہیں نہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیونکہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:-

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا



بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ ج وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ (پ۲۔ سورۃ البقرہ ع آیت ۱۶۰)۔

ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ ان واضح بیانات اور ہدایت کو چھپاتے ہیں جن کو ہم نے نازل کیا ہے اس کے بعد کہ ہم نے ان واضح ہدایات کو اپنی کتاب میں لوگوں (کی ہدایت کے لئے) کھلم کھلا بیان کر دیا ہے۔ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اور دوسرے لعنت کرنیوالے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور ان ہدایات کو ظاہر کردیں تو ایسے لوگوں کی توبہ میں قبول کر لیتا ہوں اور میں بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور بہت زیادہ رحم کرنیوالا ہوں۔ اس آیت میں ان لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنا واضح حکم بیان فرما دیا ہے جو اللہ کی کتاب میں نازل شدہ ہدایات کو چھپاتے ہیں اور ان کو لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے۔ تو فرمائیے کہ اگر حضرت علیؓ المرتضٰی کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے کہ انہوں نے غضبناک ہو کر اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ سارا قرآن ہی غائب کر دیا اور پھر اسکو امام غائب صدیوں سے اپنے پاس رکھ کر امت مسلمہ سے غائب کئے ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت ان کا کیا حال ہوگا العیاذ باللہ۔ اہل السنّت والجماعت تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق یہ تصوّر بھی نہیں کر سکتے کہ انہوں نے صحیح اور اصلی قرآن کو غصہ میں آکر چھپا دیا تھا لیکن جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اور حضرت امام مہدی کی مصدقہ کتاب اصول کافی میں جس کا ذکر ہے اور جو شیعہ علماء کے نزدیک سب

سے صحیح ترین کتاب ہے ان کے اس عقیدہ کی بنا پر حضرت علی المرتضیٰؓ کی کیا
حیثیت باقی رہ جاتی ہے کہ ان کو خلیفہ بلافصل ماننا امت مسلمہ پر لازم قرار
دیا جائے۔

شاہ صاحب سمجھیں اور غور فرمائیں۔ کہ حضرات اہل بیت کی طرف منسوب کردہ
اس مذہب کے کیسے کیسے عجیب و غریب عقائد و مسائل ہیں جس کی طرف امتِ
مسلمہ کو دعوت دی جا رہی ہے۔

**سوال نمبر ۴** خلافت ثلثہ کی تائید میں اکثر آپ کی طرف سے قرآن مجید
کی آیت استخلاف سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کیا صحاح
میں کوئی ایک بھی ایسی روایت ملتی ہے جو مرفوع و متواتر ہو۔ اور اسکے راوی
تمام ثقہ ہوں جس میں اصحابِ ثلثہ میں کے کسی ایک نے دعویٰ کیا ہو کہ آیت
استخلاف ہماری خلافت کی دلیل ہے۔ اگر کوئی ایسی روایت ہے تو اس شرط
کے ساتھ مکمل نشاندھی کرائیے کہ سلسلہ رواۃ میں سے کوئی ایک صاحب ضرور
موجود ہوں۔"

**الجواب** (۱) یہ سوال بھی برائے سوال ہے جس سے تحقیق مقصود
نہیں۔ کیونکہ ہمارا استدلال آیت استخلاف سے یہ ہے
کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا
ہے جو نزول آیت کے وقت موجود تھے اور ایمان اور عمل صالح سے
متصف تھے۔ اور گو اس آیت میں نام کسی خلیفہ کا بھی نہیں ہے لیکن اگر
خلفائے ثلثہ کو اس آیت کا مصداق نہ قرار دیا جائے تو آنحضرت صلی اللہ



علیہ وسلم کے بعد خلافت نبوت عطا کرنے کا وعدہ صحیح نہیں تسلیم کیا جا سکتا۔
کیونکہ اس حقیقت سے تو کوئی مخالف بھی انکار نہیں کر سکتا کہ حضور خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالترتیب حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمرؓ فاروق
اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین منصب خلافت پر متمکن ہوئے ہیں اور انکے
بعد چوتھے نمبر پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالفعل خلیفہ بنے ہیں
اب اگر حسب عقیدہ شیعہ خلفائے ثلثہ کو برحق خلیفہ نہ تسلیم کیا جائے
تو یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکا اور بجائے
مومنین کاملین کے مستحق حضرات کی جگہ غیر مستحق افراد منصب خلافت پر
قابض ہو گئے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت سے پہلے تقریباً ۲۴، ۲۵
سال کا طویل عرصہ کسی بالفعل خلیفہ سے خالی رہا۔ تو اس صورت میں
کون صاحب عقل و ہوش مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ آیت استخلاف
میں اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا۔ اور جب اس وقت
کی تمام امتِ مسلمہ اس حقیقت کا مشاہدہ کر رہی تھی کہ ان خلفائے ثلثہ نے
اپنے اپنے دور خلافت میں دین اسلام کو استحکام عطا کیا ہے اور غلبہ
اسلام اس درجہ کا ہوا کہ قیصر و کسریٰ کی صدیوں کی طاغوتی طاقتوں کو ان
خلفائے اسلام نے نیست و نابود کر دیا۔ تو اب ان حضرات کو اس بات
کے اعلان کی کیا ضرورت تھی کہ آیت استخلاف کی پیشگوئی ہمارے حق
میں ہی تھی۔ مثلاً ایک شخص آگے کھڑا ہے اور ہزاروں مسلمان اس کی
اقتدا میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو اب اس امام کے لئے اس اعلان کی

کیا ضرورت ہے کہ لوگو :۔ میں تمہارا امام ہوں اور میں نے تم کو نماز پڑھائی ہے۔

(۲) اور اگر حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی یہ فرما دیں کہ آیت استخلاف کا مصداق فلاں ہیں تو پھر حضرت علی رضؓ کے متعلق خلیفہ بلا فصل کا عقیدہ رکھنے والوں کے لئے خلفائے ثلٰثہ کی خلافت راشدہ کے انکار کے لئے کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ چنانچہ نہج البلاغۃ میں اس امر کی تصریح پائی جاتی ہے کہ فارس کی جنگ کے لئے حضرت عمر فاروق رضؓ خلیفہ ثانی نے جب بنفس خود تشریف لے جانے کے متعلق حضرت علیؓ المرتضیٰ سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا :۔

اِنّ ھٰذا الامر لَم یکن نصرہ و لاخذلانہ بِکثرۃ ولا بقلّۃ وھو دین الله الذی اَظھرہ وجندہ الذی اعدّہ وَ اَمدّہ حتیٰ بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن علی موعود مِن الله والله منجز وعدہ و ناصر جندہ الخ۔

ترجمہ :۔ اس امرِ دین کی کامیابی اور ناکامی (فتح و شکست) لشکر کی کثرت و قلّت پر موقوف نہیں ہے اور وہ اللہ کا دین ہے جس کو اُسنے غالب کیا ہے اور یہ اسی کا لشکر ہے جس کو اس نے مہیّا کیا ہے اور بڑھایا ہے حتّٰی کہ پہنچا جہانتک کہ پہنچا اور طلوع ہوا جس حیثیت سے کہ وہ طلوع ہوا (اور دُور دُور تک پھیل گیا) اور ہم لوگوں سے اللہ کا ایک وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کی مدد کرنے والا ہے الخ۔



یہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے جس وعدے اور اس کے پورا کرنے کا ذکر فرمایا ہے یہ وہی ہے جو سورۃ النور کی زیر بحث آیت استخلاف میں مذکور ہے چنانچہ علامہ میثم بحرانی نے اپنی شرح نہج البلاغۃ میں حضرت علی رضؓ کے مندرجہ ارشاد کے تحت لکھا ہے کہ :۔ ثم وعدنا بموعود وھو النصر والغلبۃ والاستخلاف فی الارض کما قال " وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ الآیۃ۔ وکل وعدمن الله فھو منجز لعدم الخلف فی خبرہ "۔ (نہج البلاغۃ جلد ثالث صـ۱۹۶ مطبوعہ تہران)

(ترجمہ) پھر اللہ نے جو ہم سے وعدہ فرمایا ہے وہ نصرت۔ غلبے۔ اور ملک میں خلیفہ بنانے کا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا اس آیت میں وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ[1]۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہر وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے کیونکہ اسکی دی ہوئی خبر کے خلاف کوئی بات نہیں ہو سکتی "۔

حضرت علی المرتضیٰ کے اس ارشاد سے واضح ہو گیا کہ آپ آیت استخلاف

[1] مشہور شیعہ مفسّر نے اس آیت استخلاف کا ترجمہ حسب ذیل کیا ہے :۔ ان سب لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے۔ اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ضرور انکو اس زمین میں جانشین بنائیگا جیسا کہ ان سے پہلوں کو جانشین بنایا تھا اور ضرور ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کر لیا ہے ان کیخاطر پائدار کر دیگا اور ضرور انکے خوف کو امن سے بدل دیگا۔ اسوقت وہ میری عبادت کرینگے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہرائینگے اور جو اسکے بعد ناشکری کریگا پس نافرمان وہی ہیں "۔ (ترجمہ مقبول)

کا مصداق حضرت عمر فاروق رضؓ کی خلافت کو قرار دیتے تھے اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ نے غزوہ روم میں بھی حضرت عمر فاروق رضؓ کو مشورہ دیا ہے جس سے حضرت فاروق کا حضرت علی المرتضیٰ کے نزدیک خلیفہ برحق ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن بخوف طوالت اس عبارت کو ہم یہاں پیش نہیں کرتے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ نہج البلاغۃ حضرت علی المرتضیٰؓ کے ان خطبات کا مجموعہ ہے جنکے متعلق شیعہ علماء یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ لفظ بلفظ حضرت علی رضؓ کے ہی ارشادات ہیں۔ اگر اپنی مستند کتابوں سے بھی شیعہ علماء حضرت علی المرتضیٰ کا ارشاد تسلیم نہیں کرتے تو پھر انکا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے۔ واللہ الہادی۔

**سوال نمبر ۲** شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے :- "کہ افعال قبائح کو قدرت و تمکین بندے پر بخشنا اسی (خدا) کا کام ہے۔" (تحفہ اثنا عشریہ) جب ہم اس جملے کا تجزیہ کرتے ہیں تو نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ اہل سنّت صدور برائیوں کا باری تعالیٰ سے تجویز کرتے ہیں۔ اس تجویز سے ذاتِ خداوندی کی بے ادبی ظاہر ہوتی ہے عقلاً جواب دیں کہ یہ عقیدہ کیونکر معقول ہے۔"؟

**الجواب** (۱) سائل نے تحفہ اثنا عشریہ مترجم اردو سے یہ عبارت نقل کی ہے حالانکہ اس میں کتابت کی غلطی پائی جاتی ہے لیکن سائل نے بلا فہم اس کو سوال میں نقل کر دیا ہے اگر وہ اتنی فہم رکھتے تو اس ردو عبارت کی تصحیح کر لیتے اب بھی ان پر لازم ہے کہ وہ صحیح عبارت پیش کریں۔



(۲) اہل السنّت والجماعت کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شئ کا خالق ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے :- قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی واحد اور غالب ہے۔" (پارہ ۱۳ - سورۃ الرعد ع ۲)

(ب) اللہ تعالیٰ نے ہی اچھی یا بری چیز کو پیدا کیا ہے مثلاً ابلیس کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے اور خنزیر کا پیدا کرنے والا وہی ہے۔ اگر شیعوں کا بھی یہی عقیدہ ہے تو پھر اگر کوئی غیر مسلم یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان اور خنزیر کو کیوں پیدا کیا ہے اور یہ کہے کہ اس مجسمہ شر مخلوق کو پیدا کرنیکی وجہ سے یہ لازم آتا ہے کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ میں شر پائی جاتی ہے تو شیعہ علماء اس کا کیا جواب دینگے۔

(۲) اور جب ہر چیز کا خالق (پیدا کرنے والا) اللہ ہے۔ تو خیر و شر بھی تو مخلوق ہیں۔ اگر مخلوق ہیں تو ان کا خالق بھی اللہ ہی ہے۔ اور اگر یہ مخلوق نہیں ہیں تو کیا خیر و شر کو شیعہ علماء خالق تسلیم کرتے ہیں۔ ہر انسان کے فعل کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس حقیقت کا اعلان بھی خود اس نے قرآن حکیم میں کر دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا :- وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (پارہ ۲۳ - سورۃ الصّفّٰت ع ۳) اور اللہ تعالیٰ نے تمکو پیدا کیا ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اس کو بھی (اس نے پیدا کیا ہے) یہ قول دراصل امام الموحدین حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے۔ جو بالکل حق ہے۔ اور

اسی کے مطابق اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ اور حضرت شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ میں اس مسئلہ کی مدلل وضاحت فرما دی ہے۔ اور اگر سائل اس کے سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ خلق قبیح قبیح نہیں ہے بلکہ کسبِ قبیح قبیح ہے۔ اور اگر سائل صاحب خلق اور کسب میں فرق نہیں کر سکتے تو ایسے علمی مسائل میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے؟

(۳) اگر شیعہ انسان کے افعال و اعمال کا خالق اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے تو انکے افعال کا خالق کون ہے؟ اگر خود وہ انسان ہے تو وہ اس پہلو سے خالق بنگیا جس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر انسان مِن وجہٍ خالق ہے تو پھر ایک خالق تو نہ رہا بلکہ شیعہ عقیدہ کے تحت بیشمار خالق ہوں گے العیاذ باللہ۔

(۴) ایک انسان چوری کرتا ہے تو یہ اس کا کسب ہے جس کی بناء پر اس کو شرعاً چوری کے جرم کی سزا دیجائیگی لیکن جس ہاتھ سے اس نے چوری کی ہے اس میں قوت رکھنے والا کون ہے صرف ایک اللہ۔ تو اعتراض تو یہاں بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس چور کے ہاتھ کو کیوں طاقت دی تھی اسکو دیکھنے۔ سُننے اور چلنے پھرنے کی کیوں قوت عطا کی تھی۔ اگر اللہ تعالےٰ اس کو یہ جسمانی قوتیں نہ عطا کرتا تو وہ چوری نہیں کر سکتا تھا۔ تو کیا اس بنا پر اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ ہر گز نہیں۔

(۵) سائل صاحب کو بجائے اہل سنت کے ایک صحیح عقیدہ پر اعتراض کرنے



کے اپنے مذہب کے مشہور عقیدہ بدآ پر غور و فکر کرنا چاہیے تھا جس سے اللہ تعالےٰ کا العیاذ باللہ جاہل ہونا لازم آتا ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس عقیدہ بدآ پر بھی حسب مقام تبصرہ کر دیا جائیگا۔ یہاں صرف توجہ دلا دی ہے۔

**سوال نمبر۱** آپ حضرات خود کو سُنّی یا اہل السنت والجماعت کہلواتے ہیں۔ براہ مہربانی کتب صحاح ستّہ میں کوئی ایسی روایت دکھائیے۔ جس میں ابوبکر۔ عمر۔ عثمان میں سے کسی ایک نے بھی یہ کہا ہو کہ میں سُنّی ہوں یا میرا مذہب اہل السنّت والجماعت ہے۔ حوالہ مکمل دیجئے اور پیش کردہ روایت کی توثیق بھی تحریر فرمائیے۔

**الجواب** (۱) یہاں تو مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق نے حدیث سے اہل سنت ہونے کا مطالبہ پیش کیا ہے لیکن انہوں نے اپنے رسالہ "میں شیعہ کیوں ہوا" کے آخر میں مذہب اہل السنّت والجماعت پر جو نمبر وار یکصد سوالات وارد کئے ہیں اس میں پہلا سوال یہ ہے کہ:- آپ کے مذہب کا نام سنی یا اہل سنت یا اہل السنّت والجماعت ہے۔ قرآن کی اس آیت کا نشان دیجئے جہاں آپ کے مذہب کا نام مذکور ہو؟ گویا کہ شیعہ سائل صاحب کا یہ مطلب ہے کہ اگر قرآن مجید میں یا کسی حدیث میں اہل سنت یا اہل السنت والجماعت کے الفاظ کا ثبوت نہیں ملتا۔ تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مذہب اہل سنّت برحق نہیں ہے۔ اور پھر سائل موصوف نے نمبر شمار بڑھانے کے لئے اسی ایک سوال کو مختلف اجزاء میں پھیلا کر اس کے دس عدد سوالات بنا دیئے ہیں۔ حالانکہ ان کی

یہ روش صرف سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے ہے جس کا تحقیق حق یا تبلیغ حق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر اس قسم کے سوالات کی بنا پر کسی مذہب کے حق اور باطل ہونے کا فیصلہ کیا جائے تو پھر شیعہ مذہب کی حیثیت تو بالکل ختم ہو جائیگی۔

(۱) مثلاً شیعہ مذہب میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضؓ سے لیکر امام غائب حضرت مہدی تک بارہ امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مثل انبیائے کرام کے نامزد ہیں اور وہ انبیائے سابقین حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام سے بھی افضل ہیں۔ اور شیعوں کے نزدیک اصول دین پانچ ہیں۔ توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت۔ قیامت۔ ملاحظہ ہو۔ تحفۃ العوام حصہ اول صد۳ مطبوعہ لکھنو ۱۹۳۱ء) اور مولوی عبد الکریم صاحب مشتاق نے بھی اپنے رسالہ "میں شیعہ کیوں ہوا" صد۴ پر لکھا ہے:۔ مذہب شیعہ کے مطابق اسلام کی اساس مندرجہ ذیل پانچ اصولوں پر ہے۔

(۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت ورسالت (۴) امامت (۵) قیامۃ"

لیکن موجودہ قرآن مجید میں جہاں توحید ورسالت اور قیامت کا جا بجا ذکر ملتا ہے وہاں امامت کا مثل نبوت و رسالت کے کہیں ثبوت نہیں ملتا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ایمانیات میں امامت اور اماموں پر ایمان لانے کا کسی آیت میں بھی کوئی حکم نہیں پایا جاتا مثلاً فرمایا:۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ



اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ (سورۃ البقرہ رکوع ۴۰) ترجمہ۔ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اس (وحی) پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ کے ربّ کی طرف سے آپ کے پاس نازل کی گئی ہے۔ اور مومنین بھی (اس پر ایمان رکھتے ہیں) سب کے سب ایمان رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اسکے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اسکے رسولوں کے ساتھ)

یہاں ملائکہ اور رسل پر ایمان لانے کا تو ذکر واضح ہے لیکن امامت اور ائمہ پر ایمان لانے کا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ نشان بھی موجود نہیں ہے۔

(۲) لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ج (البقرہ ع ۲۲) ترجمہ۔ یہ پوری نیکی نہیں ہے کہ تم اپنے مونہوں کو مشرق یا مغرب کی طرف کر لو لیکن کامل نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر ایمان رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور نبیوں پر۔"

اس آیت میں بھی انبیاء۔ ملائکہ وغیرہ پر ایمان رکھنے کا ذکر تو صراحتاً پایا جاتا ہے۔ لیکن اس میں امامت اور ائمہ کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ شیعہ علماء اس قرآن عظیم میں کوئی ایسی آیت ثابت کر دیں جس میں مومنین کے لئے مثل انبیاء ورسل کے امامت اور ائمہ پر ایمان لانے کا حکم یا ذکر موجود ہے۔

(۳) تعجب ہے کہ جو انبیائے کرام پہلی امتوں میں گزر چکے ہیں ان سب پر تو ایمان لانے کا ذکر موجود ہے۔ اور ان میں سے بعض انبیائے کرام علیہم السلام کا نام لیکر ان پر اور ان کی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لانے کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ (البقرہ ع ۱۶)۔
(ترجمہ) تم کہدو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا ہے اور اس پر جو ابراہیم۔ اسمٰعیل۔ اسحٰق۔ یعقوب اور آپ کی اولاد کی طرف نازل ہوا ہے اور اس پر جو حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ کو دیا گیا ہے اور اس پر جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہے۔"
لیکن حسب عقیدہ شیعہ جن بارہ اماموں پر مثل انبیاء و رسل کے ایمان لانا فرض ہے اور جو انبیائے سابقین علیہم السلام سے بھی افضل ہیں ان پر ایمان لانے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ اور نہیں تو کم از کم ان پہلے تین اماموں پر ایمان لانے کا تو ذکر ضروری تھا جو نزول قرآن کے وقت موجود تھے۔ یعنی حضرت علی رضی المرتضیٰ۔ حضرت حسن رضی اور حضرت حسین رضی۔ اور اگر ان تینوں کا نہیں تو صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایمان لانے کا ذکر پایا جاتا۔ جو ابوالائمہ ہیں اور حسب عقیدہ شیعہ کلمۂ اسلام میں توحید و رسالت کے بعد ان کی خلافت بلا فصل کا اگر اقرار نہ کیا جائے تو آدمی ایمان سے محروم رہتا ہے خواہ وہ توحید اور رسالت کا اقرار کرلے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ



حضرت علی رضی کی خلافت و امامت پر ایمان لانا تو کجا۔ علی بن ابی طالب کا تو قرآن میں کہیں نام کے ساتھ کوئی ذکر بھی موجود نہیں ہے۔ تو ان بارہ اماموں میں سے قرآن میں کسی امام کا بھی بہ نشان نام ذکر نہ کرنا اور ان کی امامت کے تذکرہ سے بھی قرآن مجید کا خالی ہونا۔ کیا اس امر کی بیّن دلیل نہیں ہے، کہ یہ بارہ امام مثل انبیاء و رسل کے کوئی خدائی عہدہ مثل امامت وغیرہ کے نہیں رکھتے جس کی بنا پر مثل انبیاء کے ان پر ایمان لانا واجب ہو۔ (۴) اہل السنت والجماعت کے نزدیک حضرت علی رضی المرتضیٰ سے لے کر حضرت حسن عسکری تک سب اولیاء اللہ ہیں جن میں سے پہلے تین حضرات یعنی حضرت علی۔ حضرت حسن اور حضرت حسین کو شرف صحابیت حاصل ہے اور ان میں سے حضرت علی المرتضیٰ چوتھے برحق خلیفہ ہیں۔ اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی برحق ہیں لیکن آپ نے چھ ماہ کے بعد اپنی خلافت سے دستبردار ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفۂ اسلام تسلیم کرلیا اور مع اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان سے سالانہ لاکھوں روپے وظیفہ لیتے رہے۔ اہل سنّت ان حضرات کو ان کے درجات کے مطابق مانتے ہیں۔ اور حضرت مہدی قرب قیامت میں پیدا ہونگے اور خلافت حقہ کے منصب پر فائز المرام ہوں گے لیکن جس طرح ان حضرات کو شیعہ فرقہ کے لوگ مانتے ہیں اس کا موجودہ قرآن مجید میں تو کوئی نام و نشان نہیں ملتا۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
بہرحال اگر اس قرآن میں ان بارہ اماموں کا نام نہیں پایا جاتا جن پر حسب

عقیدہ شیعہ مثل انبیاء کے ایمان لانا واجب ہے تو اگر اہل سنت یا اہل السنت والجماعت کے الفاظ قرآن مجید میں نہ موجود ہوں تو یہ کیونکر محل اعتراض بن سکتا ہے۔

(۵) لفظ شیعہ کا گو قرآن مجید میں مذکور ہے لیکن اکثر مذموم معنی میں پایا جاتا ہے مثلاً (۱) اِنَّ فِرعَونَ عَلَا فِی الاَرضِ وَجَعَلَ اَهلَهَا شِیَعًا (پارہ ۲۰ سورۃ القصص رکوع ۱) شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے اس آیت کا ترجمہ یہ لکھا ہے:۔

بیشک فرعون اس سرزمین میں غالب تھا اور اسکے باشندوں کو اس نے کئی گروہ بنا دیا تھا" لفظ شِیَعًا جمع شِیعَة کی ہے بمعنی گروہ۔ اگر شیعہ کوئی مذہبی اصطلاح ہے جیسا کہ شیعہ علماء دعویٰ کرتے ہیں تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ شیعوں کا بانی فرعون ہے۔

(۲) فَوَرَبِّكَ لَنَحشُرَنَّهُم وَالشَّیٰطِینَ ثُمَّ لَنُحضِرَنَّهُم حَولَ جَهَنَّمَ جِثِیًّا ٥ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن کُلِّ شِیعَةٍ اَیُّهُم اَشَدُّ عَلَی الرَّحمٰنِ عِتِیًّا ٥ (پارہ ۱۶ سورہ مریم رکوع ۵) سو قسم ہے آپ کے رب کی ہم ان کو (اسوقت) جمع کرینگے اور شیاطین کو بھی۔ پھر انکو دوزخ کے گرداگرد گھٹنوں کے بل گرا ہوا حاضر کرینگے پھر ضرور ہم ہر گروہ میں سے ان کو الگ کرینگے جو خدا کے برخلاف زیادہ ہیکڑی کرنیوالے تھے۔ (ترجمہ مقبول)

اور اگر شیعہ کوئی مذہبی اصطلاح ہے تو پھر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس آیت کے تحت قیامت میں ہر شیعہ کو جہنم میں ڈالدیا جائیگا۔؟



از روئے لغت لفظ شیعہ کا معنی گروہ یا پیروکار کے ہیں۔ اور قرآن مجید میں کہیں بھی کسی مذہبی نام کے طور پر لفظ شیعہ کا استعمال موجود نہیں ہے۔ لیکن شیعہ عموماً یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے اور قرآن میں ان کے شیعہ ہونے کا ذکر حسب ذیل آیت میں ہے۔

وَاِنَّ مِن شِیعَتِهٖ لَاِبرٰهِیمَ (پ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳) (ترجمہ) اور یقیناً ابراہیم بھی ان (یعنی حضرت نوحؑ) ہی کے پیروؤں میں سے تھے"۔ (ترجمہ مقبول)۔

کیا اس ترجمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیت میں لفظ شیعہ کسی مذہبی نام کے طور پر استعمال ہوا ہے جس کی بنا پر یہ کہا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے۔

(ب) اگر بالفرض مذہبی نام کی حیثیت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے۔ تو پھر تو آپ کی ملت کی پیروی کی بنا پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شیعہ ماننا چاہیے۔ لیکن کیا شیعہ مجتہد قرآن یا حدیث سے ثابت کرسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں شیعہ ہوں"؟ اور کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا ہو کہ میں شیعہ ہوں۔ سائل پر لازم تھا کہ وہ پہلے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ کے بارے میں قرآن یا حدیث صحیح سے یہ ثابت کرتے کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہم شیعہ ہیں اور پھر اہل السنت والجماعت سے یہ مطالبہ کرتے کہ:۔ براہ مہربانی کتب صحاح ستہ میں کوئی ایسی روایت دکھائیے جس میں ابوبکر۔ عمر

عثمان میں سے کسی ایک نے بھی یہ کہا ہو کہ: میں سُنّی ہوں یا میرا مذہب اہل السنّت والجماعت "ہے"؟۔

(۶) اور شیعہ علمار اپنے مذہب کے ثبوت کے لئے جو یہ روایت پیش کرتے ہیں اور مولوی عبد الکریم صاحب مشتاق نے بھی یہی روایت پیش کی ہے کہ قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی اَنتَ وَ شیعتك هُمُ الفائزون (اے علی تو اور تیرے شیعہ جنّتی ہیں)۔ ("میں شیعہ کیوں ہوا" صـ۳۷)

قطع نظر اس کے کہ یہ روایت عقائد کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہے یا نہیں ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی شیعہ عالم و مجتہد علم و دیانت کی بنا پر کہہ سکتا ہے کہ اس روایت میں لفظ شیعہ کسی مذہبی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہاں بھی لفظ شیعہ لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی اے علی آپ اور آپ کی پیروی کرنیوالے آخرت میں کامیاب ہونگے" اور اگر اس طرح کی روایت کو موجودہ شیعہ اپنے لئے جنت کا ٹکٹ سمجھتے ہیں تو پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکاروں کو جنتی تسلیم کرنا پڑیگا چنانچہ فروع کافی جلد ثالث کتاب الروضہ صـ۹۹ میں ہے:۔ یُنادی مناد الاَ انّ فلان بن فلان وشیعتہ هم الفائزون اول النهار و ینادی آخر النهار اَلاَ اِنّ عثمان وَشیعته هم الفائزون "

ایک پکارنے والا دن کے اول حصّہ میں پکارتا ہے کہ فلاں بن فلاں اور اسکے پیروکار کامیاب ہونے والے ہیں (یعنی جنتی ہیں) اور دن کے آخری حصّے میں پکارتا ہے کہ عثمان اور ان کے پیروکار کامیاب ہونے والے ہیں (یعنی جنتی ہیں)



کیا شیعہ فروع کافی کی اس حدیث کی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے گروہ اور پیروکاروں کو جنتی مان لیں گے؟

(۷) مولوی عبد الکریم صاحب مشتاق نے اپنے رسالہ" میں شیعہ کیوں ہوا" صـ۱۸ پر لکھا ہے:۔ مذہب شیعہ امامیہ" صـ۲۱ پر لکھا ہے۔ مذہب شیعہ اثنا عشریہ۔ اور صـ۳۶ پر لکھا ہے:۔ مذہب شیعہ کے علاوہ کسی مذہب کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ وہ آل محمد کا مذہب ہے" اور صـ۱ پر لکھا ہے:۔ سوائے مذہب اہل بیت کے اس عقیدہ کو کسی دوسرے مذہب نے اپنے اصول دین میں جگہ نہیں دی"۔ تو ہمارا سوال یہ ہے کہ شیعوں کے متعدد فرقے ہیں جن میں سے امامیہ اثنا عشریہ فرقہ بھی ہے اور پاکستان میں عموماً شیعہ علمار فرقۂ امامیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور سائل صاحب بھی فرقہ امامیہ کو برحق مانتے ہیں۔ تو ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا شیعہ علمار قرآن مجید سے مذہب شیعہ امامیہ۔ مذہب شیعہ اثنا عشریہ مذہب آل محمد اور مذہب اہل بیت کے الفاظ ثابت کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیا حدیث صحیح سے مذہب شیعہ امامیہ اور مذہب اثنا عشریہ وغیرہ کی اصطلاح کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ اور کیا قرآن مجید سے آل محمد کے الفاظ کا کہیں ثبوت مل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر آئے دن عوام شیعہ کو مطمئن کرنے اور عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کے لئے یہ کیوں پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ قرآن یا حدیث سے سُنّی۔ اہل سنّت اور اہل السنّت والجماعت کے الفاظ کا ثبوت نہیں ملتا۔

علاوہ ازیں ماتم وسینہ کوبی کرنیوالوں اور خاص فنکاری کے تحت زنجیر زنی کرنیوالے مجاہدین کو ماتمی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے تو کیا ماتمی کا لفظ اور اس مخصوص اصطلاح کا بھی ثبوت مل سکتا ہے۔

(۸) شیعہ احادیث سے ثابت ہے کہ اہل تشیّع کا اصلی نام جو اللہ تعالےٰ نے تجویز فرمایا ہے وہ رافضی ہے۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی سب سے زیادہ صحیح ترین کتاب حدیث فروع کافی کتاب الروضہ ص۱۶ میں ابو بصیر کی روایت میں ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق کی خدمت میں یہ شکایت پیش کی کہ مخالفین ہمکو رافضی کے نام سے پکارتے ہیں جس سے ہم دل شکستہ ہوگئے ہیں تو امام جعفر صادق نے ان کو تسلّی دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ ــــــ لَا وَاللّٰهِ مَا هُمْ سَمَّوْكُمْ بَلِ اللّٰهُ سَمَّاكُمْ۔ خدا کی قسم مخالفین نے نہیں بلکہ خدا نے تمہارا یہ نام یعنی رافضی رکھا ہے)۔

تو جب حسب ارشاد امام صادق اللہ تعالیٰ نے ان کا نام رافضی رکھا ہے تو شیعہ علماء پر لازم ہے کہ قرآن سے اپنا نام رافضی ثابت کریں اور پھر ہم سے مطالبہ کریں کہ اہل سنّت کا نام قرآن سے ثابت کریں۔ کوئی ہے روئے زمین پر ایسا شیعہ عالم ومجتہد جو رافضی کا نام قرآن سے ثابت کر سکے؟

## اہل السنّت والجماعت

اہل السنت والجماعت سے مراد وہ مسلمان ہے جو سنت رسول اور جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننے والا ہے۔ بیشک اللہ کے دین



کا نام اسلام ہے جس کی بنا پر اسلام پر ایمان لانے والوں کو مسلم، مسلمان اور اہل اسلام کہا جاتا ہے۔ اور شیعہ علماء بھی بوجہ دعویٰ اسلام کے اپنے آپ کو مسلم، مسلمان اور اہل اسلام کہتے ہونگے۔ اور اسلام پر عقیدہ رکھنے کی بنا پر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں مسلم ہوں یا میں مسلمان ہوں یا میں اہل اسلام میں سے ہوں تو کیا کوئی صاحب عقل وہوش انسان اس پر اعتراض کر سکتا ہے کہ تو قرآن میں مسلمان یا اہل اسلام کے الفاظ کا ثبوت پیش کردے تو مسلمان ہے اور تیرا دین اسلام برحق ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حضور کی جماعت کا ثبوت موجود ہے تو اگر کوئی مسلمان سنّت اور جماعت کو ماننے کی وجہ سے اپنے آپ کو سُنّی۔ اہل سنت اور اہل سنّت والجماعت کہدے تو بالکل صحیح ہے اور علم ودیانت کی روشنی میں اس کو مطعون نہیں کیا جاسکتا اور یہاں بوجہ اختصار کے بجائے کتب اہل السنت والجماعت کے شیعوں کی مستند کتاب نہج البلاغۃ سے سنت اور اس کی اتباع کے لازمی ہونے کا ثبوت حضرت علی المرتضیٰ کے ارشاد سے ثابت کیا جاتا ہے تاکہ شیعہ علما کے لئے انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔ قرآن مجید میں ہے:۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط (پارہ ۵۔ سورۃ النساء ع ۸) شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے:۔

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول اور والیانِ امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں۔ پھر اگر کسی معاملے میں تم میں آپس میں جھگڑا ہو تو اسے اللہ اور اسکے رسول کی طرف پھیرو بشرطیکہ تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔"

اس آیت کے تحت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:۔ فَرَدُّهُ إِلَى اللّٰهِ أَنْ نَحْكُمَ بِكِتَابِهِ وَرَدُّهُ إِلَى الرَّسُوْلِ أَنْ نَأْخُذَ بِسُنَّتِهِ (نہج البلاغۃ: مطبوعہ تہران ص۱۷۵) (ترجمہ) "پس اس نزاع کو اللہ کی طرف پھیرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کی کتاب (قرآن کے مطابق فیصلہ کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کو پھیرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کی سنّت پر عمل کریں۔"

توجب حضرت علی المرتضیٰ نے قرآن کی مندرجہ آیت سے سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کا حکم ثابت کیا ہے تو جس مسلمان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پیروی کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ رضائے خداوندی حاصل کرنیکا ذریعہ ہے اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اطاعتِ خداوندی نصیب ہوتی ہے جیساکہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ (سورۃ النساء، آیت ۸۵) یعنی جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی) تو اس نسبت سے اگر وہ اپنے آپ کو اہل سنت کہے تو اس پر کوئی علمی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ



اور سنّتِ جامعہ ہی وہ مستقل واسطہ اور ذریعہ ہے جس سے قرآن ملتا ہے۔ قربِ الٰہی کا مقام نصیب ہوتا ہے۔ جنت کا راستہ کھلتا ہے اور حق تعالیٰ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔ لہٰذا مسلمان کے لئے اعلیٰ اور اصل نسبت اہل سُنّت ہونے کی نسبت ہی ہے۔ سُنّی مسلمانوں نے اس نسبت کے ذریعہ اپنا رابطہ ایمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے ساتھ قائم کرلیا ہے اور یہی ان کے اہل حق ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن شیعہ فرقہ نے اہل سنّت ہونے کا انکار کرکے اپنا ایمانی رابطہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے منقطع کرلیا ہے۔ ہم اپنی امتیازی نسبت اہل سنّت ہونے کو افضل اور اعلیٰ قرار دیتے ہیں اور اس کے بعد دوسرے درجہ پر جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی نسبت کا اقرار کرتے ہیں لیکن شیعہ سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا اقرار نہیں کرتے بلکہ اس کا انکار کرتے ہیں اور اہلِ سنّت کی نسبت پر اعتراض کرتے ہیں اور بجائے اس کے وہ اپنی نسبت صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ شیعہ سے مراد ہے شیعۃ علیؓ یا شیعانِ علیؓ یعنی حضرت علی کا گروہ یا ان کے پیروکار۔ بیشک ہم اہل سنّت حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے درجہ پر برحق خلیفہ مانتے ہیں۔ جنّتی مانتے ہیں جامع الکمالات تسلیم کرتے ہیں اور ان کی عظمت شان میں تنقیص وتوہین کو ایمان کے لئے خطرہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت علیؓ کے دشمن کے ہم دشمن ہیں۔ ان کی محبت کو ہم جزوِ ایمان تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن نسبت علیؓ سے

بہرحال نسبتِ رسول ؐ اور نسبت سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اَولیٰ اور برتر ہے۔ اگر شیعہ سنّتِ رسول ؐ کی نسبت کا بھی اپنے امتیازی نام میں اظہار کرتے اور پھر دوسرے درجہ میں حضرت علی رضؓ المرتضیٰ کی نسبت کا اقرار کرتے تو اور بات تھی لیکن اہل سنت ہونے کی نسبت کو اپنے امتیازی در خصوصی نام میں بالکل ترک کر کے انہوں نے ارشاداتِ خداوندی مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ اور (۲) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ (پارہ ۳ سورۃ آل عمران ع ۴) کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اس آیت نمبر ۲ کا ترجمہ مولوی مقبول احمد دہلوی نے یہ کیا ہے :- (اے رسول) کہدو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ تمہیں دوست رکھے" (ترجمہ مقبول) (۲) اور سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کے اظہار و اعلان کے بعد ہم بجائے کسی ایک صحابی کے الجماعۃ کے لفظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام فیض یافتہ اور جنّتی جماعت کے ساتھ اپنی دینی نسبت کا اظہار کرتے ہیں جس میں حضرت علی المرتضیٰ سمیت چاروں خلفائے راشدین اور حضرت حسن رضؓ حضرت حسین رضؓ اور دوسرے تمام اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔ لہذا اہل السنت والجماعۃ وہ جامع نسبت ہے جس میں صرف شیعۂ علی رضؓ کی نسبت سے بہرحال فوقیت اور برتری پائی جاتی ہے۔ اور سنّت کے بعد جماعت کے تذکرہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام الانبیاء والمرسلین رحمت للعالمین خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے نہ صرف یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضؓ یا چند افراد کامل الایمان



اور جنّتی بنائے گئے ہیں بلکہ ایک عظیم جماعتِ مومنین کو رضائے الٰہی کی اعلیٰ سندیں ملی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو جانیوالوں کو ایک اُمّت بلکہ خیرِ اُمّت سے خطاب فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے :- کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (پارہ ۴ ۔سورۃ آل عمران ع ۱۲) مولوی مقبول احمد دہلوی شیعہ مفسر نے اس آیت کا یہ ترجمہ لکھا ہے :- جو امتیں ہدایت مردم کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ ان میں تم سب سے بہتر ہو۔ نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور بدی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو" (ترجمہ مقبول)

## از روئے احادیث شیعہ سنت وجماعت کی عظمت

(۱) شیعوں کے شیخ ابن بابویہ قمی المعروف بہ شیخ صدوق مؤلف "من لا یحضرہ الفقیہ" اپنی کتاب جامع الاخبار میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ :- لَیْسَ عَلیٰ مَنْ مَاتَ عَلَی السنّۃ الجماعۃ عذابُ القبر ولا شدۃ یوم القیمۃ (جو شخص سنت اور جماعت پر مریگا اس پر عذاب قبر نہیں ہوگا اور نہ ہی اس پر قیامت کی سختی ہوگی)۔

(۲) اسی کتاب میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :- اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلیٰ حُبِّ آل محمدٍ مَاتَ عَلَی السّنۃ و الجماعۃ ص۱۶۶) :- خبردار۔ جو شخص حُبِّ آل محمد پر مریگا وہ سُنّت

اور جماعت پر مریگا"۔

فرمائیے۔ شیعہ مذہب کی مستند کتاب کی حدیث میں تو یہ لکھا ہے کہ حُبّ آل محمد پر جس شخص کی موت آتی ہے وہ گویا سنّت اور جماعت پر ہی مرتا ہے۔ لیکن اس کیخلاف مولوی عبد الکریم مشتاق وغیرہ شیعہ علماء ایک مستقل مہم چلا رہے ہیں کہ اہل السنت والجماعت ہونا ہی صحیح نہیں اور اہل السنّت والجماعت العیاذ باللہ آل محمد سے دشمنی رکھتے ہیں۔

## حضرت علی المرتضیٰؓ اور اہل سُنّت

شیعہ مذہب کی مستند کتاب احتجاج طبرسی میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ ایک دن جب بصرہ میں خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ:۔ یا امیر المومنین علیہ السلام اخبرنی من اهل الجماعة ومن اهل الفرقة وَمن اهل البدعة ومن اهل السنة فقال۔ ویحك امّا اذا سألتنی فَافهم عنّی ولا علیك ان تسئل عنها احدًا بَعْدِی۔ اما اهل الجماعة فانا وَمن اتَّبعنی وَاِنْ قلّوا و ذلك الحق عَن امر الله تعالیٰ وعن امر رسوله۔ واهل الفرقة المخالِفُون لِی وَلِمن اتّبعنی وَاِن کثروا وَامّا اهل السنّة فالمتمسّكون بما سَنَّهُ اللهُ لَهم ورسوله وان قلّوا۔ و اما اهل البدعة فالمخالِفُون لِامر الله وَلکتابه وَلِرَسوله العاملون برأیهم وَاَهواءهم وان کثروا۔ (الاحتجاج للطبرسی جلد اول ص۲۴۶ مطبوعہ نجف اشرف)



اے امیر المومنین۔ آپ مجھے بتائیں کہ اہل جماعت۔ اہل فرقہ۔ اہل بدعت اور اہل سنّت۔ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ تعجب ہے تجھ پر۔ اور جب تُو نے مجھ سے یہ بات پوچھی ہے تو مجھ سے سمجھ لے اور اس کے بعد تجھ پر لازم نہیں ہے کہ میرے بعد یہ بات تُو کسی اور سے دریافت کرے۔ لیکن اہل جماعت تو میں ہوں اور میرے پیروکار اگرچہ وہ کم ہوں۔ اور یہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کے تحت حق ہے۔ اور اہل فرقہ وہ لوگ ہیں جو میری مخالفت کرنیوالے ہیں اور میری اتباع کرنیوالوں کے بھی مخالف ہیں اگرچہ وہ زیادہ ہوں اور لیکن اہل سنّت وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے طریقے (حکم) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت (طریقے) کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں جو ان کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ تھوڑے ہوں اور لیکن اہل بدعت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اسکی کتاب (قرآن) اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنیوالے ہیں اور صرف اپنی رائے اور خواہشات پر عمل کرنیوالے ہیں اگرچہ وہ زیادہ ہوں)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے اہل سنّت اور اہل جماعت کی مدح اور تعریف ثابت ہوتی ہے اور اہلِ بدعت اور اہل فرقہ کی مذمت واضح ہوتی ہے۔

(ب) اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اہل سنّت اور اہل جماعت ہونا مذہبی اصطلاحیں ہیں جو مطلوب ہیں۔

(ج) سائل کے سوال اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب سے بالکل اس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اہل سنّت وغیرہ کے نام اُس زمانہ میں

معروف ومشہور تھے۔ اور اہل حق کیلئے اہل سنّت اور اہل جماعت کی مذہبی اصطلاحیں استعمال کی جاتی تھیں اور اسکے برعکس دور مرتضوی میں لفظ شیعہ بطور مذہب کے استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔ ورنہ سائل شیعہ کیمتعلق بھی سوال کرتا۔ اور اگر اس نے کسی وجہ سے اس کو نظر انداز کر دیا تھا تو پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے مسلمانوں کے اس مجمع میں اعلان فرما دیتے کہ حق فرقہ شیعہ کا ہے۔ اور میں بھی مذہبًا شیعہ ہوں اور میرے متبعین بھی۔ لیکن حضرت خلیفہ برحق نے شیعہ مذہب کی طرف کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ اشارہ بھی نہیں فرمایا۔ اور اس کے برعکس اہل سنت اور اہل جماعت کی پوری وضاحت سے حقانیت بیان فرما دی۔ لیکن آج کے شیعہ تو اہل سنّت و جماعت کے نام سے ہی عناد رکھتے ہیں۔ یہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ دور حاضر کے شیعہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کے متبع نہیں بلکہ مخالف ہیں۔ اور حضرت علی کے محبّین و متبعین اہل السنّت والجماعت ہیں جو سنت رسول اور جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم دینی اور ایمانی نسبتوں کے مبلّغ اور محافظ ہیں اور اہل السنّت اور اہل الجماعۃ ہونے کو ہی حسب ارشاد مرتضویؓ اپنے لئے جنت اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ تسلیم کرتے ہیں۔

## امام حسینؓ اور اہلِ سُنّت

جب حضرت علی المرتضیٰؓ کے نزدیک اہل سنّت ہونا اہل حق ہونے کی نشانی ہے تو پھر آپ کے جگر پارے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کیوں نہ اہل سنّت ہونگے۔ چنانچہ میدان کربلا میں نواسۂ رسول مقبول جگر گوشہ



بتول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے طویل خطبہ میں مخالفین پر اتمامِ حجّت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ :۔ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لِیْ ولاَخی اَنتما سَیِّدَا شبابِ اھل الجنّۃ وَ قُرَّۃُ عَین اھل السنۃ ‘‘(تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم صـ۶۲ مطبع بیروت)۔ ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی (حضرت حسنؓ) کے حق میں یہ فرمایا تھا کہ تم دو نوجوانان اہل جنّت کے سردار ہو اور تم دونو اہل سنّت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو‘‘۔

فرمائیے۔ مولوی عبدالکریم مشتاق صاحب جیسے شیعہ مصنّفین تو اہل سنّت کے نام پر اپنے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں لیکن جن حضرات کا نام لے کر اپنی عزت بناتے ہیں ان کو تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل سنّت کی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف دَورِ حسینی میں بلکہ دور رسالت میں بھی اہل سنّت ہونیکی اصطلاح رائج تھی۔

## اہل السنّت والجماعت جنّتی ہیں

(۱) حافظ ابن کثیر محدث سورۃ آل عمران رکوع ۱۱ کی آیت

یَوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡہ (یعنی قیامت کے دن کہ بعض کے چہرے سفید (روشن) ہونگے اور بعض کے چہرے سیاہ ہونگے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں

یعنی یوم القیٰمۃ حین تبیض وجوہ اھل السنۃ والجماعۃ وتسود وجوہ اھل البدعۃ والفرقۃ قالہ ابن عباسؓ (تفسیر ابن کثیر) یعنی حضرت عبداللہؓ بن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ

قیامت کے دن جن لوگوں کے چہرے سفید اور روشن ہونگے وہ اھل السنّت والجماعت ہونگے اور جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہونگے وہ اہل فرقہ اور اہل بدعت ہونگے"

یہاں بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے انہی چار قسموں کا انجام ذکر فرمایا ہے جن کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ رضؓ نے اپنے خطبہ میں ایک سائل کے جواب میں تشریح فرمادی تھی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کا یہی ارشاد حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب محدث پانی پتیؒ نے اپنی تفسیر مظہری میں اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی تفسیر درمنثور میں نقل کیا ہے۔

(۲) تفسیر درمنثور میں یہ بھی مذکور ہے :- عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ۔ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ قال تَبْیَضُّ وُجُوہُ اھل السُّنّۃ و تسودّ وجوہ اھل البدعۃ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت یَوْمَ تَبْیَضُّ وجوہٌ وَ تَسْوَدُّ وجوہٌ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ قیامت میں اہل سنّت کے چہرے سفید (نورانی) ہونگے اور اہل بدعت کے چہرے کالے سیاہ ہونگے)۔

حضرت علی المرتضیٰ رضؓ۔ امام حسن مجتبیٰ اور حضرت عبداللہ بن عباس بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے جب اہل السنّت والجماعت کا جنّتی ہونا ثابت ہوگیا۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضؓ نے اہل سنّت کی تائید اور اہل بدعت کی تردید فرمادی اور اپنے دَور کی مروجہ اصطلاحات میں



سے شیعہ کا مذہبی حیثیت سے اپنے بصرہ کے طویل خطبہ میں کسی قسم کا ذکر ہی نہیں فرمایا تو اب کون اہل دین وعقل یہ کہنے کی جسارت کرسکتا ہے کہ اصل مذہب شیعہ ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شیعہ مذہب کے بانی ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ اس کے مبلّغ اور محافظ تھے اور گیارہ اماموں نے شیعیت کی ہی تعلیم دی ہے اور امام مہدی آخری امام شیعہ مذہب ہی کے دفاتر سمیٹ کر کسی غار میں چھپے ہوئے ہیں جب قرب قیامت میں لوگوں کے سامنے جلوہ فرما ہونگے تو اصلی قرآن اور اصلی شیعت سے امت مسلمہ کو روشناس کرائینگے۔ ظہور امام غائب سے پہلے پہلے جو چاہو کرو اور جو چاہو کہو۔ امام کی غائبانہ سرپرستی میں سب کچھ مقبول ہے۔ ؎

گر ہمیں مذہب و ہمیں غائبؔ کار مومن تمام خواہد شد

## ہمارے تین سوال

سیّد باقر حسین صاحب سبزواری :- آپ نے جو دس سوالات جناب مولانا سیّد محمد یعقوب شاہ صاحب آف پھالیہ کو جواب کے لئے ارسال کئے تھے ہم نے ان کا مدلّل اور کافی و شافی جواب دیدیا ہے۔ آپ ہمارے جوابات پر بھی غور و فکر کریں اور اپنے ہمخیال دو ہزار افراد کو اکٹھا کر کے ان کو بھی سنائیں۔ اور شیعہ علماء کے سامنے بھی رکھیں۔ اور اپنے تاثرات سے اس خادم اہل سنّت کو بھی مطلع فرمائیں۔ اب ہماری طرف سے بھی بطور نمونہ بعض سوالات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ مزید اتمام حجّت ہو کر شیعہ مذہب کی اصلی تصویر بے نقاب ہوجائے۔

(۱) مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق ان دنوں مذہب اہل السنّت والجماعت پر سوالات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں جس کا مقصد بظاہر شیعہ مذہب کی حقانیت کا اظہار و پرچار ہے۔ چنانچہ اپنے رسالہ "میں شیعہ کیوں ہوا" کے پیش لفظ میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

رسالہ ہذا میں جہاں ناچیز نے اپنے کئی اعزہ واحباب کے استفسار کو کہ میں نے اپنا آبائی مذہب (اہل السنّت والجماعت) کیوں ترک کیا؟ اور مذہب امامیہ کن خصوصیات کی بنا پر قبول کیا؟ کا جواب لکھنے کی کوشش کی ہے وہاں یہ دعوت دے رہا ہوں کہ معیار علم پر تمام اماموں کو دیکھیں۔ وَاللہ ائمہ اثنا عشر کے علاوہ کوئی امام ایسا نہ ملیگا جو راسخون فی العلم کا مصداق ہو۔" اور اسی رسالہ کے آخر میں نجات کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:-

اصول دین مذہب شیعہ کی روشنی میں ہم نے یہ ثابت کیا کہ مذہب شیعہ ہی ایسا مذہب ہے جو عین مطابق عقل و دانش اور مقصود قرآن و سنّت ہے۔ اس کے علاوہ یہ دعویٰ ہمارے سوا کوئی بھی مذہب نہیں کر سکتا کہ ہمارے مذہب کے تمام احکام سائنٹیفک اور فطری ہیں جنہیں خلاف عقل ثابت نہیں کیا جا سکتا اس لئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دنیا میں صرف اور صرف شیعہ مذہب ہی قابل تقلید ہے۔ مذہب شیعہ کے علاوہ کسی مذہب کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ وہ آل محمد کا مذہب ہے۔ عقل یقیناً اغیار کی نسبت مذہب آل اطہار کی طرف راغب کرتی



ہے۔" (ص ۳۶/۳۷)۔

مولوی عبدالکریم صاحب کے سابقہ حالات زندگی کا ہمیں علم نہیں ہے کہ وہ کہاں کے رہنے والے ہیں اور سُنّی مذہب کے کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور کتنا عرصہ وہ سُنّی رہے ہیں اور کن سُنّی علماء سے انکی عقیدت و اتباع کا تعلق رہا ہے۔ اور صرف اپنے مطالعہ کی بناء پر انہوں نے شیعہ مذہب اختیار کیا ہے یا کسی شیعہ مذہب کے عالم و مجتہد سے فیضیاب ہو کر انہوں نے سُنّی مذہب ترک کیا ہے، لیکن انہوں نے جو پر زور طور پر سُنّی مذہب کی مخالفت اور شیعہ مذہب کی تائید و نصرت کا طریق کار اختیار کیا ہوا ہے۔ اس کی بنا پر ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ وہ شیعہ مذہب اور شیعہ مذہب کے مجوزہ ائمہ معصومین (بارہ اماموں) کے شدید ترین دشمن ہیں اور شیعہ مذہب کو بدنام کرنے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک پورا زور خرچ کر رہے ہیں۔ اور ہمارے اس دعویٰ کے مختصر دلائل حسب ذیل ہیں:-

(۱) شیعہ مذہب کی تبلیغ و تشہیر ممنوع ہے اور جو شخص شیعہ ہونے کا مدعی بنکر شیعہ مذہب کی تبلیغ کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل اور رسوا کرتا ہے اور جو شیعہ اپنے دین و مذہب کی تبلیغ نہیں کرتا بلکہ اسکو چھپاتا ہے اس کو بارگاہ الٰہی میں عزت و وقار ملتا ہے۔ چنانچہ:-

(ا) شیعہ مذہب کی اصح الکتب کافی میں یہ حدیث موجود ہے۔ عن سلیمٰن قال قال ابوعبد اللہ علیہ السلام یا سلیمٰن انکم

علی دین من کتمه اَعزّه الله ومَن اذاعه اذلّه الله (اصول کافی صہ۴۸۵ مطبوعہ لکھنؤ سنہ ۱۳۰۲ھ ۱۸۸۵ء (ترجمہ) فرمایا ابوعبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق) علیہ السلام نے اے سلیمان تم اس دین پر ہو کہ جس نے (اس کو) چھپایا خدا نے اُسے عزّت دی اور جس نے ظاہر کیا اللہ نے اسے ذلیل کیا۔ (شافی[1] ترجمہ اصول کافی جلد دوم کتاب الایمان والکفر صہ۲۴۵ مطبوعہ کراچی) ۔

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ کتاب کافی (جو اصول کافی اور فروع کافی کے حصوں پر مشتمل ہے) شیعہ مذہب کے اصول و فروع کی سب سے زیادہ صحیح کتاب حدیث ہے جس کے ٹائیٹل پر یہ لکھا ہوا ہے :۔ قال امام العصر وحجة الله المنتظر علیه سلام الله الملك الاکبر فی حقه هٰذا کافٍ لشیعتنا یعنی اس کتاب کافی کے حق میں امام منتظر یعنی امام غائب حضرت مہدی نے فرمایا ہے کہ یہ "ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے"۔ اور کتاب کافی کے مؤلف او رمرتب شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی ہیں جو امام مہدی کی غَیبت صغریٰ کے زمانہ میں ہوئے ہیں اور ان کا تعلق ان سفیروں سے رہا ہے جو امام غائب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے ۔ اور شیعوں اور امام غائب حضرت مہدی کے مابین یہی سفیر رابطہ کا کام دیتے تھے ۔ شیعہ عقیدہ کے مطابق امام مہدی پیدائش کے بعد غائب ہو گئے تھے ۔ اور ان کی غَیبتِ صغریٰ کا زمانہ ۶۹ سال ہے جس میں چار سفیر یکے بعد دیگرے فریضہ سفارت سر انجام دیتے رہے

[1] اصول کافی کے اردو ترجمہ شافی کے مصنّف شیعہ ادیب اعظم مولوی ظفر الحسن صاحب امروہوی ہیں ۔ جو متعدد کتابوں کے مشہور شیعہ مصنّف ہیں ۔ ۱۲



ہیں ۔ چوتھے اور آخری سفیر کا نام علی بن محمد ہے ۔ سنہ ۳۱۹ھ میں انکی وفات ہوئی ہے اور اسی سال مؤلف اصول کافی کا انتقال ہوا ہے ۔ آخری سفیر علی بن محمد کی وفات کے بعد امام صاحب کی غیبتِ کبریٰ کا زمانہ شروع ہوتا ہے جس میں کسی سفیر کا وجود نہیں رہا اور امام غائب اور شیعوں کا تعلق منقطع ہے ۔ اور سنہ ۳۱۹ھ سے لیکر آج سنہ ۱۳۹۰ھ تک وہ امّت مسلمہ سے بالکل غائب ہیں ۔ شیعہ علماء و مجتہدین ان کے ظہور کی دعائیں کرتے رہتے ہیں اور شیعوں کو تسلّیاں دیتے رہتے ہیں کہ امام غائب جب نمودار ہونگے تو سب کچھ ٹھیک ہو جائیگا ۔ اس غَیبتِ کبریٰ کی مشکل اور صبر آزما گھڑیوں میں تم خوب زور شور سے چیختے پیٹتے رہو ۔ ممکن ہے اس ماتم بے پناہ کی آواز کہیں امام غائب بھی سُن لیں اور شیعہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لئے امت کے سامنے تشریف لے آئیں ۔ یہ ہے امام مہدی کی مختصر داستان جو ہم نے یہاں پیش کر دی ہے ۔ اور یہی وہ سائنٹفک مذہب ہے جس کی دعوت مشتاق صاحب موصوف دے رہے ہیں ۔ جن کے چھٹے امام حضرت جعفر صادق کا ارشاد اسی اصول کافی کا اوپر ہم نے نقل کر دیا ہے کہ اے سلیمان تم ایسا دین رکھتے ہو جس کے ظاہر کرنے میں خدا کیطرف سے ذلت اور اس کے چھپانے میں اس کی طرف سے عزّت نصیب ہوتی ہے ۔ تو جب امام معصوم نے دین چھپانے کا حکم دیا ہے اور دین چھپانے میں ہی شیعوں کو دربار الٰہی میں عزت نصیب ہو سکتی ہے تو کیا مولوی عبد الکریم صاحب مشتاق شیعہ دین و مذہب کی پر زور نشر و اشاعت

کرکے اپنے امام معصوم کی مخالفت کے مرتکب نہیں ہوئے۔ اور کیا اس طرح علی الاعلان تبلیغ مذہب کی بنا پر وہ دربار خداوندی میں بے وقار اور ذلیل نہیں ہیں؟ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم — نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اور یہاں وہ یہ تاویل نہیں کرسکتے کہ امام جعفر صادق کے دین چھپانے کی ترغیب و تعلیم کا تعلق اس زمانہ کے لئے ہے جس زمانے میں سُنّی مسلمانوں کا تسلط اور غلبہ تھا کیونکہ مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ یہ ہیں انکم علے دین یعنی تم ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو چھپائیگا عزّت پائیگا۔ تو امام معصوم نے یہ دین کی صفت بیان فرمائی ہے جس کا زمانہ و حالات کیساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

(ب) اسی اصول کافی میں یہ حدیث منقول ہے:۔ عن عبد الله بن سلیمان عن ابی عبد الله علیه السلام قال قال لی ما زال سرّنا مکتومًا حتی صار فی یدَیْ ولد کیسانَ فتحدّث ثوابه فی الطریق و قُرَیَ السواد (اصول کافی مطبوعہ لکھنو ص۴۸۶) شیعہ ادیب اعظم سید ظفر حسن صاحب امروہوی نے اس حدیث کا ترجمہ یہ لکھا ہے:۔ فرمایا ابو عبد اللہ یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ ہمارا معاملہ ہمیشہ پوشیدگی کے ساتھ رہا ہے لیکن اہل مکر و فریب نے شیعیت کو لیا تو گلی کوچوں میں اور گاؤں گاؤں اعلان کر دیا۔ ولد کیسان سے مراد بعض نے اولاد مختار علیہ الرحمۃ لی ہے جنہوں نے شیعیت کا اعلان بیانگ دہل کیا۔" (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص۲۴۶)



(ج) قال ابو عبد الله علیه السلام یا معلّی اکتم امرنا ولا تُذِعْهُ فانه من کتم امرنا ولم یُذعه اعزه الله به فی الدنیا وجعله نورًا بین عینیه فی الآخرة یقوده الی الجنة یا معلّی من اذاع امرنا ولم یکتمه اذلّه الله به فی الدنیا و نزع النور من بین عینیه فی الآخرة وجعله ظلمة تقوده الی النار یا معلّی ان التقیة من دینی و دین اٰبآئی ولا دین لمن لا تقیة له یا معلّی ان الله یُحب ان یعبد فی السر کما یحب ان یعبد فی العلانیة یا معلّی اِن المذیع لامرنا کالجاحد له (اصول کافی مطبوعہ لکھنو ص۴۸۶)۔ ترجمہ فرمایا حضرت عبد اللہ علیہ السلام نے اے معلّی ہمارے امر کو چھپاؤ اور ظاہر نہ کرو جو ہمارے امر کو چھپائیگا اور ظاہر نہ کریگا تو اللہ اسکو دنیا میں عزت دیگا۔ اور آخرت میں اس کی دونو آنکھوں کے درمیان ایک نور ہوگا جو اسے جنّت کیطرف لے جائیگا اور اے معلّی جو ہمارے امر کو ظاہر کریگا اور چھپائیگا نہیں تو خدا اُسے دنیا میں ذلیل کریگا اور آخرت میں اس کی دونو آنکھوں کے بیچ سے نور کھینچ لیگا اور تاریکی اسے کھینچ کر دوزخ کی طرف لے جائیگی اے معلّی تقیہ میرا اور میرے آباء کا دین ہے جس کے لئے تقیہ نہیں اس کے لئے دین نہیں۔ اے معلّی اللہ پوشیدہ عبادت کو اسی طرح دوست رکھتا ہے جیسے ظاہر عبادت کو۔ اے معلّی ہمارے امر کا ظاہر کرنے والا ایسا ہے جیسے ہمارے حق کا انکار کرنیوالا"۔ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص۲۴۴)۔

امام جعفر صادق کے اس واضح فرمان کی روشنی میں مولوی مشتاق صاحب

اپنا انجام معلوم کر سکتے ہیں جو شیعہ دین کی اشاعت و اعلان کی بدولت نصیب ہوگا۔

**شواہد** شیعہ مذہب کے چھپانے کی امام جعفر صادق نے تاکید فرمائی ہے اس پر خود ان ائمہ معصومین نے عمل کرکے دکھایا ہے چنانچہ

(۱) اسی اصول کافی ص۱۴۲ میں ہے:۔ عن سعید السمان قال کنت عند ابی عبد اللہ اذ دخل علیہ رجلان من الزیدیۃ فقالا لہ أفیکم امامٌ مفترض الطاعۃ قال فقال لا قال فقالا لہ قد اخبرنا عنك الثقاتُ انك تُفتِی وَتُقِرّ وتقول بہ ونسمّیہم لك فلان وفلان وہم اصحاب ورعٍ وتشمیرٍ وہم ممّن لا یکذب فغضب ابو عبد اللہ وقال ما امرتہم بہذا فلمّا رأیا الغضب فی وجہہ خرجا" (ترجمہ) سعید روغن فروش سے روایت ہے کہ میں ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) کی خدمت میں حاضر تھا کہ زیدیہ فرقہ کے دو آدمی آپ کے پاس آئے اور حضرت سے کہنے لگے کیا تم میں کوئی امام مفترض الطاعۃ ہے یعنی جس کی اطاعت فرض ہے) حضرت نے (مصلحت وقت پر نظر رکھ کر) کہا۔ کوئی نہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں معتبر لوگوں سے خبر ملی ہے کہ آپ فتویٰ دیتے ہیں۔ اقرار کرتے ہیں اور قائل ہیں۔ اگر کہو تو ہم ان گواہوں کے نام بتا دیں۔ وہ فلاں فلاں ہیں۔ جو جھوٹ بولنے والے نہیں اور صاحب زہد و ورع ہیں۔ حضرت کو غصہ آیا۔ فرمایا میں نے ان کو ایسا کہنے کا حکم نہیں دیا۔ جب ان دونو نے آپ کو غضبناک دیکھا چل دیئے الخ (شافی ترجمہ اصول کافی باب ۳، ص۲۶۵



جلد اول)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام جعفر صادق نے اپنے امام مفترض الطاعۃ ہونے کا اقرار نہیں کیا بلکہ انکار کر دیا۔ اور جن مریدوں نے آپ کے امام مفترض ہونے کی تبلیغ کی تھی ان کے متعلق فرمایا کہ میں نے ان کو ایسا کہنے کا حکم نہیں دیا۔

(۲) عن ابان بن تغلب قال سمعت اباعبد اللہ علیہ السلام یقول کان ابی علیہ السلام یُفتی فی زَمَنِ بنی اُمیّۃ انّ ما قتلَ البازی والصقر فہو حلال وکان یتقیہم وانا لا اتقیہم وہو حرامٌ ما قتلَ (فروع کافی جلد دوم ص۸ حصہ دوم مطبوعہ لکھنؤ) ترجمہ:۔ ابان بن تغلب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو سنا وہ فرماتے تھے کہ میرے والد یعنی امام محمد باقر علیہ السلام بنی امیہ کے زمانہ میں یہ فتوے دیتے تھے کہ باز اور شکرا جس پرندے کو قتل کر دیں وہ حلال ہے اور میرے والد بنی امیہ سے تقیہ کرتے تھے لیکن میں ان سے تقیہ نہیں کرتا اور (میرا فتویٰ یہ ہے کہ) وہ شکار حرام ہے جس کو باز اور شکرا قتل کر دے۔

فرمائیے۔ امام محمد باقر اور انکے فرزند امام جعفر صادق دونو حسب اعتقاد شیعہ امام معصوم ہیں لیکن والد یہ فتوے دے رہے ہیں کہ فلاں شکار حلال ہے اور صاحبزادہ صاحب فتوے دے رہے ہیں کہ وہ حرام ہے۔ اب یہ کیونکر معلوم ہو کہ کس کا فتویٰ شیعہ مذہب کے مطابق ہے اور کس کا مخالف اور کس نے تقیہ اختیار کیا ہے اور کس نے نہیں کیا کیونکہ یہ وہی امام جعفر صادق

ہیں جنہوں نے دو آدمیوں کے دریافت کرنے پر اپنے امام ہونے کا ہی انکار کردیا تھا جیساکہ مندرجہ بالا حدیث ۲ میں بیان ہوچکا ہے۔

(۳) عن زرارة بن اعین عن ابی جعفر قال سألته عن مسئلة فاجابنی ثم جاءه رجل فسأله عنها فاجابه بخلاف ما اجابنی ثم جاء اخر فاجابه بخلاف ما اجابنی و اجاب صاحبی فلما خرج الرّجلان قلت یا بن رسول اللہ رجلان من اهل العراق من شیعتكم قدما یسئلان فاجبت كل واحد منهما بغیر ما اجبت به صاحبه فقال یا زرارة ان هذا خیرلنا و ابقی لنا و لكم ولو اجتمعتم علی امر واحد لصدّقكم الناس علینا وكان اقلّ لبقائنا و بقائكم ثم قال قلت لابی عبد اللہ شیعتكم لو حملتموهم علی الاسنّة او علی النار لمضوا وهم یخرجون من عندكم مختلفین قال فاجابنی بمثل جواب ابیه" (اصول کافی کتاب العلم ص۳۸ مطبوعہ لکھنو)۔ ترجمہ:- "زرارہ بن اعین سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے میں نے ایک مسئلہ پوچھا حضرت نے اس کا جواب دیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور یہی مسئلہ پوچھا آپ نے میرے جواب کے علاوہ جواب دیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اس کو میرے جواب سے علیحدہ جواب دیا اور دوسرے کے جواب سے بھی الگ۔ جب وہ دونوں آدمی چلے گئے تو میں نے کہا یا ابن رسول اللہ یہ دونو عراقی آپ کے پرانے شیعوں میں سے ہیں۔ ان دونوں کے سوالوں کے جواب آپ نے الگ الگ کیوں دیئے۔ فرمایا۔ اے زرارہ



یہی بہتر ہے ہمارے اور تمہارے لئے۔ اگر تم ایک ہی امر پر جمع ہوجاؤ تو مخالف تم کو اپنی مجلس سے نکال دینگے اور پھر تم ہمارے پاس کہنے آؤگے کہ خروج کیجئے۔ اس طرح ہمارا اور تمہارا دنیا میں رہنا کم ہوجائیگا۔ اس کے بعد میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ آپ کے شیعہ ایسے پکے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں کہ جنگ میں سینوں سے نیزے تان دیں یا آگ میں کود پڑیں تو وہ آپ کے حکم سے مُنہ نہ پھیرینگے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ آپ سے مختلف جواب سُنیں۔ پس حضرت نے وہی جواب دیا جو ان کے والد ماجد نے دیا تھا۔" (شافی ترجمہ اصول کافی جلد اوّل کتاب العقل والجہل ص۷۲)

(۴) سمعت اباعبد اللہ علیه السلام یقول من عرف انا لا نقول الّا حقًا فلیكتف بما یعلم منا فان سمع مناخلاف ما یعلم فلیعلم ان ذلك دفاع مناعنه (اصول کافی کتاب العلم ص۳۸ مطبوعہ لکھنو) ترجمہ:- میں نے ابوعبد اللہ علیہ السلام (یعنی امام جعفر صادق) کو فرماتے سنا جو شخص یہ جانتا ہے کہ ہم نہیں کہتے مگر حق تو اس کو چاہیے کہ اکتفا کرے اس پر جو ہم سے جانا ہے اور اگر ہم سے کوئی بات ایسی سُنی جو حکم خدا کے خلاف ہو۔ تو سمجھ لے کہ ہم نے تم سے دشمنوں کے ضرر کا دفع چاہا ہے یعنی بصورت تقیہ اس کو بیان کیا ہے" (شافی ترجمہ اصول کافی جلد اوّل ص۷۲)

**تبصرہ** مندرجہ بالا تین حدیثوں سے شیعہ مذہب اور شیعہ اماموں کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔ حدیث (۱) سے واضح ہوا کہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق دو معصوم اماموں نے ایک ہی چیز کے

متعلق متضاد فتوے دیئے۔ ایک نے اسکو حلال فرمایا اور دوسرے نے اسکو حرام قرار دیا۔ اور حدیث نمبر (۲) سے ثابت ہوا کہ ماشاء اللہ ایک ہی امام معصوم ایک مسئلہ کے ایک ہی نشست میں تین تین مختلف جواب دیتے ہیں۔ اور اپنے پرانے وفادار شیعوں کو بھی یکساں طور پر حق بات نہیں بتاتے جو ان کے لئے ہر طرح قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور حدیث نمبر (۳) سے واضح ہو گیا کہ امام جعفر صادق یہ بھی فرما رہے ہیں کہ:۔ "ہم نہیں کہتے مگر حق" لیکن اسی وقت یہ بھی فرما رہے ہیں اپنے مخلص رازداروں سے کہ اگر ہم سے کوئی بات ایسی سُنی جو حکم خدا کے خلاف ہو" یعنی وہی امام جناب جو حق ہی کہتے ہیں اگر کبھی حکم خدا کے خلاف بات فرما دیں تو تم انکی سچائی میں شک نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہاری جان بچانے کے لئے حکم خدا کے خلاف ارشاد فرما دیتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ ہے شیعہ مذہب کی اصح الکتب میں امام جعفر صادق کی حق پرستی۔ صاف گوئی اور خدا خوفی کا حال جن کا لقب ہی صادق ہے فرمائیے۔ ان احادیث کے باوجود مولوی عبد الکریم صاحب مشتاق یہی اعلان فرما رہے ہیں کہ:۔ "واللہ ائمہ اثنا عشر (بارہ اماموں) کے علاوہ کوئی امام ایسا نہ ملیگا جو راسخون فی العلم کا مصداق ہو" "ہمارے مذہب کے تمام احکام سائنٹفک اور فطری ہیں جنہیں خلاف عقل نہیں ثابت کیا جا سکتا۔" واقعی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں ایسے کسی زمانے میں معصوم امام نہیں پائے جاتے جو حکم خدا کے خلاف بات فرماتے ہوں۔ اور جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنے میں ماہر ہوں اور جو اپنے جانباز شیعوں کو بھی حق نہ بتائیں، اور جن کے دین



کی خصوصیت یہ ہو کہ اس کے چھپانے سے جنّت ملتی ہے اور اس کے ظاہر کرنے سے دوزخ۔ اگر مذہب شیعہ یہی ہے تو صحیح عقل و فطرت والا تو اسے ایک لمحہ کے لئے بھی قبول نہیں کر سکتا۔ ہاں اہل تشیع کی عقل و فطرت پہ یہ پورا فٹ آتا ہو تو ان کا معاملہ جدا ہے۔

## حضرت علیؓ کو گالیاں دینے کی اجازت

قیل لابی عبد اللہ علیہ السلام ان الناس یَرْوون ان علیاً علیہ السلام قال علی منبر الکوفۃ ایھا الناس انکم ستدعون الی سَبّیْ فسبّونی ثم تدعون الی البراءۃ مِنّی فلا تبرّءَ وا مِنّی فقال ما اکثر ما یکذب الناس علی علیّ علیہ السلام ثم قال انما قال انکم ستدعون الی سَبّیْ فسبونی ثم تدعون الی البرآءۃ مِنّی وانی علی دین محمد صلی اللہ علیہ والہ ولم یقل لا تبرءِ وا مِنّی" (اصول کافی باب التقیۃ صفحہ ۴۸۴)

ترجمہ:۔ ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق) علیہ السلام سے کہا گیا کہ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے منبر کوفہ پر کہا۔ لوگو۔ عنقریب تم سے کہا جائیگا کہ مجھے گالی دو۔ تو تم مجھے گالی دیدینا۔ اور اگر مجھ سے برارت ظاہر کرنے کو کہیں تو نہ کرنا۔ حضرت نے فرمایا۔ لوگوں نے حضرت علیؓ پر کیسا جھوٹ بولا ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرتؓ نے تو یہ فرمایا کہ تم سے مجھے گالی دینے کو کہا جائیگا تو تم مجھے گالی دیدینا اور اگر مجھ سے براءت کو کہا جائے تو میں دین محمد پر ہوں۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم مجھ سے اظہار برارت نہ کرنا۔"

(شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص۲۴۲) شیعوں کو شک تھا کہ حضرت علی رضؓ نے اپنے آپ کے متعلق گالیاں دینے کی اجازت دی ہے یا نہیں تو امام جعفر صادق نے ان کا یہ شک دور فرما دیا اور واضح کر دیا کہ اگر لوگ تم کو یہ کہیں کہ علی رضؓ کو گالیاں دو تو خود حضرت علی رضؓ نے اس کی اجازت دیدی ہے اور اس کی بھی اجازت ہے کہ تم مخالفین کے کہنے پر حضرت علی رضؓ سے اپنی بیزاری کا اظہار کر دو کیونکہ آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔

سبحان اللہ۔ ابو الائمہ حضرت علی رضؓ حسب حدیث شیعہ کس قدر معقول اور پاکیزہ تعلیم اپنے شیعوں کو دے رہے ہیں فرمائیے۔ اس سے زیادہ معقول یا نامعقول مذہب اور کس کا ہو سکتا ہے جس کی دعوت مولوی عبد الکریم صاحب مشتاق تمام عالم اسلام کو دے رہے ہیں؟

خرد کا نام جنوں رکھدیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپکی عقل کرشمہ ساز کرے

## تقیہ کی نماز کا ثواب

وروی عنه عمر بن یزید انه قال ما منکم احد فیصلی صلوٰة فریضة فی وقتها ثم یصلّی معهم صلوٰة تقیة وھو متوضی الّا کتب اللہ بها خمسًا و عشرین درجة فارغبوا الیٰ ذٰلك (من لا یحضرہ الفقیه باب الجماعة) ——— اور عمر بن یزید نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص باوضوء اپنے وقت میں نماز پڑھ لے اور ان کے ساتھ بطور تقیہ نماز پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے



بدلے میں پچیس ۲۵ درجے عطا کریگا۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ اس کام کی طرف رغبت کرو۔ (۲) وروی عن حماد بن عثمان انه قال من صلّی معهم فی الصف الاول کمن صلی خلف رسول اللہ فی الصف الاول اور امام جعفر صادق سے حماد بن عثمان نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی ان (یعنی غیر شیعہ) کے ساتھ صف اول میں نماز پڑھ لے وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صف اول میں نماز پڑھی۔ (ایضاً من لا یحضرہ الفقیه)۔

ما شاء اللہ کتنا سائنٹفیک مذہب ہے؟

## حضرت ابوبکر رضؓ کی اقتداء میں حضرت علی رضؓ کی نماز

مندرجہ دونو روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعوں کو اہل سنت کی اقتداء میں نماز کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے حتی یہ کہ گویا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف اول میں نماز پڑھی ہے۔ اور یہ روایتیں "من لا یحضرہ الفقیه" کی ہیں۔ جو شیعہ مذہب کی ان چار کتابوں میں سے ایک ہے جن پر شیعہ مذہب کا دار و مدار ہے۔ یعنی (۱) کافی (اصول و فروع) (۲) من لا یحضرہ الفقیه" (۳) تہذیب الاحکام (۴) الاستبصار۔ قارئین حیران ہوں گے کہ شیعوں کو اپنے مذہب کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا ثواب کم ملتا ہے اور ان کے مذہب کے مخالف امام کے پیچھے نماز کا ثواب بڑھ جاتا ہے حتی کہ گویا ان کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز نصیب ہو گئی ہے تو اس قسم کی روایات وضع کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یہ تو حقیقت ہے

کہ حضرت ابو بکر رضؓ صدیق کے دور خلافت میں حضرت علی المرتضیٰ رضؓ نے ان کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے۔ تو اب حضرت علی رضؓ کی نماز کو تقیہ پر محمول کر کے انکی اس نماز کی برتری ثابت کرنے کے لئے ان کی پیروی میں از روئے تقیہ نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ قرار دیدیا تاکہ شیعہ مطمئن رہیں اور یہ نہ کہہ سکیں کہ جیسا حسب اعتقاد شیعہ حضرت علی رضؓ المرتضیٰ کی خلافت کو حضرت ابو بکر غصب کرنیوالے تھے اور آپ نے اپنی خلافت کے استحکام کے لئے حضرت فاطمۃ الزہراء رضؓ کو بھی ظلم وستم کا نشانہ بنایا تو پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوجود معصوم ہونے کے ایک غیر معصوم کے پیچھے اور خلیفہ بلا فصل ہونے کے باوجود ایک ظالم و غاصب کے پیچھے نماز جیسی اعلیٰ فرض عین عبادت کیوں ادا کی؟ اور حضرت علی رضؓ کا حضرت ابو بکر رضؓ کی اقتداء میں نماز پڑھنا احادیث شیعہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی مستند کتاب احتجاج طبرسی میں ہے

ثم قام و تهيأ للصلوة وحضر المسجد وصلّٰى خلف ابی بكر

(ترجمہ)۔ پھر حضرت علی رضؓ کھڑے ہو گئے اور آپ نے نماز کی تیاری کی اور مسجد میں حاضر ہوئے اور ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی۔" (جلد اول ص۱۲۶ مطبوعہ تہران)

## حضرت علی رضؓ کی بیعت

(۱) حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ:۔ وما من الامة احد بايع مكرها غير علیّ و اربعتنا (احتجاج طبرسی جلد اول ص۱۱۱)" اور امت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس نے حضرت ابو بکر رضؓ کی جبراً بیعت کی ہو (یعنی سب نے خوشی سے بیعت کی ہے) سوائے حضرت علی رضؓ اور ہم چار اشخاص



اور وہ چار اصحاب جنہوں نے بقول شیعہ حضرت صدیق رضؓ کی بیعت مجبوری سے کی ہے حضرت علی رضؓ کے علاوہ یہ ہیں۔ سلمان رضؓ فارسی۔ ابو ذر رضؓ غفاری۔ مقداد رضؓ زبیر رضؓ۔) اور حضرت علی رضؓ المرتضیٰ کی بیعت کے متعلق اس کتاب کے ص۱۱۱ پر یہ لکھا ہے کہ:۔ ثم تناول يد ابی بكر فبايعه (پھر حضرت علی رضؓ نے حضرت) ابو بکر کا ہاتھ پکڑا اور آپ سے بیعت کی)۔ اور پھر اسی کتاب میں اس کے برعکس یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی تو آپ نے حضرت علی رضؓ کے گھر جا کر ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ فاصبح و بكر الى علی عليه السلام وقال ابسط يدك يا ابا الحسن ابايعك واخبره بما قد رأى۔ قال فبسط علیّ يده فمسح عليها ابوبكر و بايعه وسلّم اليه الخ (احتجاج طبرسی جلد اول ص۱۸۴)" پس ابو بکر رضؓ صبح سویرے ہی علی رضؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنا ہاتھ پھیلائیں اے ابو الحسن میں آپ سے بیعت کرتا ہوں اور جو کچھ آپ نے خواب میں دیکھا تھا حضرت علی رضؓ کو اسکی خبر دی۔ راوی کہتا ہے کہ پس حضرت علی رضؓ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت ابو بکر رضؓ نے آپ کی بیعت کر لی۔ اور خلافت انکے سپرد کر دی) اس قسم کی روایت کے متعلق سوائے اسکے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ

ع دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

(۲) امام جعفر صادق کی روایت میں ہے فرماتے ہیں:۔ فلذلك كتم علیؑ عليه السلام امرهٗ و بايع مكرهًا حيث لم يجد اعوانا

(فروع کافی جلد ثالث کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنو صہ ۱۳۹) ترجمہ۔ پس اسی لئے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے امر (دین وخلافت) کو چھپایا اور (حضرت ابوبکر کی) مجبوراً بیعت کرلی جبکہ آپ نے اپنے مددگار نہ پائے)۔

## علیؓ وفاطمہؓ کی بے وفاری

(۱) حضرت سلمان فارسیؓ ہی کی ایک طویل روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے علیؓ کے پاس اپنا قاصد بھیجا کہ وہ ان کی بیعت کرلیں۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کا استحقاق پیش کرتے ہوئے حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے سے انکار کردیا۔ تو اس کے بعد جب رات پڑی تو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو گدھے[1] پر سوار کرکے انصار ومہاجرین کے گھروں میں جا جا کر ان کو اپنی مدد کے لئے بلایا لیکن سوائے چار صحابہؓ کے کسی نے حمایت نہ کی:۔ فلما کان اللیل حمل فاطمة علیها السّلام علی حمار ثم دعاھم الی نصرته فما استجاب له رجل غیرنا اربعة" (احتجاج طبرسی صہ ۱۰۱) اور جب رات پڑی تو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو گدھے پر سوار کیا اور لوگوں کو اپنی مدد کے لئے بلایا تو سوائے ہم چار اشخاص کے کسی نے آپ کی نصرت نہ کی)۔

(۲) شیعوں کے رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی نے بھی لکھا ہے کہ:۔
جب رات ہوئی جناب امیر حسنینؓ کو اپنے ہمراہ لے کر ایک ایک گھر میں

---

[1] اور حضرت فاطمۃ الزہراء کو گدھے پر سوار کرنے کی روایت علامہ باقر مجلسی نے اپنی کتاب حق الیقین میں بھی درج کی ہے (حق الیقین صہ ۱۴۱ مطبوعہ تہران)



مہاجر و انصار کے تشریف لائے اور انکو عقوبات الٰہی سے ڈرایا اور وصیّت رسول خدا کو جو بمقام غدیر فرمائی تھی پڑھ کر سنایا۔ اور ان سے نصرت و یاری چاہی مگر سوائے چوبیس آدمیوں کے اس گروہ بے شرم سے کسی نے قبول نہ کیا۔ اور جب صبح ہوئی چار آدمیوں سے زیادہ بیعت جناب امیر پر قائم نہ تھے۔ اسی طرح تین رات تک ہر شب جناب امیر ان لوگوں کو دعوت بیعت فرماتے اور ان سے طلب یاری کرتے تھے مگر بغیر چار آدمیوں کے اور بروایت دیگر تین آدمیوں کے سوا اور کسی نے بیعت قبول نہ کی"۔ (جلاء العیون مترجم اردو جلد اول صہ ۱۴۹ مطبوعہ لکھنو)۔

(۳) ایضاً جلاء العیون صہ ۱۵۲ میں ہے:۔
پس وہ اشقیائے امت گلوئے مبارک جناب امیر میں ریسماں (یعنی رسّی) ڈال کر مسجد میں لے گئے اور بروایت دیگر جب دروازہ پر پہنچے اور جناب فاطمہ مانع ہوئیں اس وقت قنفذ نے اور بروایت دیگر عمر نے تازیانہ جناب فاطمہ پر مارا کہ بازو جناب سیّدہ کا شکستہ ہو گیا اور سُوج گیا پھر بھی جناب فاطمہ نے جناب امیر سے ہاتھ نہ اٹھایا اور ان اشقیا کو گھر میں آنے سے منع کیا یہانتک کہ دروازہ شکم جناب فاطمہ پر گرا دیا اور پسلیوں کو شکستہ کیا اور اس فرزند کو جو شکم میں جناب فاطمہ کے تھا اور حضرت رسول نے اس کا محسن نام رکھا تھا شہید کیا الخ

---

## حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعزتی کی

حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ اپنے قضیہ فدک کے معاملہ میں گھر سے نکل کر تنہا کوشش کرتی رہیں اور جب واپس گھر تشریف لائیں تو حضرت علیؓ سے سخت کلامی فرمائی۔ چنانچہ شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ:۔

پس حضرت فاطمہ بجانب خانہ برگردید و حضرت امیر انتظار معاودت او میکشید چوں بمنزل شریف قرار گرفت از روئے مصلحت خطابہائے شجاعانہ درشت باسید اوصیاء نمود کہ مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائنان در خانہ گریختہ ای و بعد از ان کہ شجاعان دہر را بخاک ہلاک افگندی مغلوب ایں نامرداں گردیدہ ای الخ (حق الیقین ص۲۰۳)۔ ترجمہ :۔

پس جب حضرت فاطمہ اپنے گھر میں واپس تشریف لائیں تو حضرت امیر (علیؓ المرتضیٰ) آپ کا انتظار فرما رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ گھر میں تشریف فرما ہوئیں تو انہوں نے از روئے مصلحت بہادرانہ طور پر سید اوصیاء حضرت علی سے بہت سخت باتیں کیں اور فرمایا کہ تو اس بچے کی طرح پردہ نشین ہو گیا ہے جو ماں کے پیٹ (رحم) میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔ اور خائنوں کی طرح بھاگ کر گھر میں بیٹھ گیا ہے۔ اور بعد اسکے کہ تو نے زمانہ کے بہادروں کو موت و ہلاکت کی خاک میں ملایا ہے (اب) ان نامردوں کے مقابلہ میں مغلوب ہو گیا ہے۔)

## حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ کے حلیہ پر اعتراض

جب رسول اللہ



صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے نکاح کر دینے کا ارادہ حضرت فاطمہؓ پر ظاہر فرمایا تو علامہ باقر مجلسی نے اس سلسلہ میں یہ روایت درج کی ہے :۔

پس جب ارادۂ تزویج فاطمہ ہمراہ علیؓ ہوا جب فاطمہ سے پنہاں حضرت نے بیان کیا۔ جناب فاطمہ نے کہا میرا اختیار آپ کو ہے ولیکن زنان قریش کہتی ہیں کہ علی بزرگ شکم (یعنی بڑے پیٹ والے) اور بلند دست ہیں۔ اور بندہائے استخوان گندہ ہیں۔ آگے سر کے بال نہیں ہیں۔ آنکھیں بڑی ہیں۔ اور ہمیشہ خندہ دہاں اور مفلس ہیں۔ حضرت نے فرمایا مگر اے فاطمہ تمہیں نہیں معلوم کہ حقتعالیٰ جانب دنیا متوجہ ہوا اور مجھے جمیع مردان عالمیان سے اختیار کیا پس دوسری دفعہ پھر دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور علی کو مردان عالمیان سے اختیار کیا اور پھر تیسری دفعہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور زنان عالمیان سے تجھے اختیار کیا۔" (جلاء العیون جلد اول ص۱۳۰ مطبوعہ لکھنؤ)۔

فرمائیے۔ حسب اعتقاد شیعہ فرمان رسالت مآب کے مطابق حضرت علیؓ المرتضیٰ کا تمام جہانوں میں دوسرا درجہ ہے اور معصوم ہیں اور انبیائے سابقین سے بھی افضل ہیں لیکن حضرت فاطمۃ الزہراءؓ باوجود معصوم ہونے اور تمام عورتوں سے افضل ہونے کے حضرت علیؓ کے حلیہ پر اعتراض کر رہی ہیں اور آپ کی صورت کو پسند نہیں کرتیں۔ اور پھر یہ نہیں کہ اپنی کسی سہیلی سے بیان کر رہی ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں بحوالہ زنان قریش عرض کر رہی ہیں اور حضرت علی رض کا جو حلیہ وہ پیش کر رہی ہیں اور جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا۔ وہ حلیہ تمام جہانوں میں سے دو کر درجے کی حسین شخصیت کا تو معلوم ہی نہیں ہوتا اور حضرت فاطمہ رض کے اعتراض سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو قبل ازیں حضرت علی المرتضیٰ کی اس اعلیٰ شان کا علم ہی نہیں تھا۔ حالانکہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ معصوم حضرات ماکان و مایکون جانتے ہیں

## حضرت علی رض نے حضرت فاطمہ رض کی مدد نہیں کی

اور غالباً حضرت علی رض المرتضیٰ نے حضرت فاطمۃ الزہراء کی قضیہ فدک میں مدد نہیں فرمائی۔ اور حضرت فاطمہ کی دشمنوں کے ہاتھوں پسلیاں ٹوٹتی رہیں حتیٰ کہ فرزند محسن بھی شہید ہو گیا۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رض نے دل میں ایک رنج و غصہ رکھا ہوا تھا کہ حضرت فاطمہ نے نکاح سے پہلے ان کی صورت پر کیوں اعتراض کیا ہے۔ اور پھر حضرت فاطمہ رض بھی غالباً نکاح کے بعد بھی مطمئن نہیں ہوئیں اسی لئے تو بالکل خاوند کا احترام نہیں کیا اور شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رض پر یہاں تک طعن کر دیا۔ کہ اس طرح گھر میں چھپ کر بیٹھ گیا ہے جس طرح رحم مادر میں بچہ چھپا ہوا ہوتا ہے۔

## حضرت علی رض نے اپنی خلافت میں بھی دین چھپایا ہے

خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر صدیق رض۔ حضرت عمر فاروق رض اور حضرت عثمان رض ذوالنورین کے ۲۴/۲۵ سالہ



دورِ خلافت میں تو حضرت علی رض مغلوب تھے ہی لیکن تعجب ہے کہ اپنے دورِ خلافت میں اسلامی لشکروں کے باوجود آپ نے اپنا صحیح دین ظاہر نہیں فرمایا بلکہ انہی احکام شریعت کو نافذ فرمایا جو خلفائے ثلثہ نے جاری فرمائے تھے چنانچہ آپ نے اپنے اہل خانہ اور خواص شیعہ کے سامنے اس حقیقت کا اظہار اس طرح فرمایا کہ :۔ قد عملت الولاۃ قبلی اعمالا خالفوا فیھا رسول اللہ متعمدین لخلافہ ناقضین لعھدہٖ مغیرین لسنتہٖ ولو حملتُ الناس علیٰ ترکھا وحولتھا الی مواضعھا و الیٰ ماکانت فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ لتفرّق عنّی جندی حتیٰ ابقیٰ وحدی او قلیلٌ من شیعتی الذین عرفوا فضلی او فرض امامتی من کتاب اللہ عزّ ذکرہٗ وسنۃِ نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ۔ أرأیتم لو امرت بمقام ابراھیم علیہ السلام فرددت الی الموضع الذی وضعہ فیہ رسول اللہ ورددت فدک الی ورثۃ فاطمۃ علیھا السلام ...... ورددت قضایا من الجور قضی بھا و نزعت نساء تحت رجال بغیر حق فرددتھن الی ازواجھنّ —— و امرت باحلال المتعتین و امرت بالتکبیر علی الجنائز خمس تکبیرات —— وحملت الناس علیٰ حکم القرآن —— اذا لتفرقوا عنی الخ (فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۲۹ ـ ۳۰) شیعہ مناظر مولوی محمد اسمٰعیل آنجہانی نے اس روایت کا ترجمہ یہ کیا ہے :۔ —— امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ فرمایا۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد

متوجہ ہوئے اسوقت آپ کے پاس اہل بیت اور کچھ خواص اور شیعہ بیٹھے
تھے فرمایا مجھ سے پہلے والیوں نے کچھ ایسے اعمال کئے ہیں جن میں انہوں نے
جان بوجھ کر رسول کی مخالفت کی ہے اور حضرت کے عہد کو توڑا ہے اور حضور
کی سنت کو بدلا ہے۔ اگر میں لوگوں کو ان اعمال کے ترک کرنے پر آمادہ کروں
اور ان اعمال کو ان کے اصل مقام پر لوٹا دوں اور ویسے ہی کر دوں جیسے کہ
عہد رسالت مآب میں تھے تو میرا لشکر مجھے چھوڑ جائیگا حتیٰ کہ میں تنہا رہ
جاؤنگا یا میرے قلیل شیعہ رہ جائینگے جنہوں نے میری فضیلت کو اور میری
امامت کے فرض ہونے کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے مانا ہے مجھے
بتاؤ اگر میں مقام ابراہیم کی نسبت حکم دوں کہ اسے اُسی مقام پر لوٹا دو
جہاں رسول اللہ نے رکھا تھا اور فدک کو فاطمہ کی طرف لوٹا دوں
اور ظلم کے وہ تمام فیصلے بدل دوں جو جور سے کئے گئے ہیں۔ اور
غلط نکاحوں سے لوگ عورتیں لئے بیٹھے ہیں ان کو ان کے اصلی خاوندوں
کی طرف لوٹا دوں اور متعة الحج اور متعة النساء کے
حلال ہونے کا فتوےٰ دوں۔ اور پانچ تکبیر نماز جنازہ پڑھنے کا امر کروں
اور لوگوں کو قرآن مجید پر آمادہ کر دوں تو اسی وقت سب
لوگ مجھ سے متفرق ہو جائینگے الخ (جواب الاستفسارات صٓ)۔
یہ ہے حضرت علیؓ کے اپنے ارشادات کی روشنی میں حسب عقیدہ شیعہ
خلافت مرتضوی اور خلافت بلا فصل کا جامع شرعی خاکہ۔ ماشاء اللہ
کتنی معقول اور مقدس خلافت ہے اور کتنے بے نظیر امام ہیں کہ احکام حق



کو خود بھی نافذ کرتے ہیں۔ لوگوں نے گھروں میں ناجائز نکاحوں کی عورتیں
رکھی ہوئی ہیں۔ خلاف قرآن نظام نافذ ہے۔ خلافت علیؓ میں بھی متعہ
حسب سابق حرام ہے اور کسی کو متعہ کر کے العیاذ باللہ حسنؓ۔ حسینؓ۔ علیؓ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات عالیہ حاصل کرنے کی اجازت
نہیں ہے۔ اور امام برحق کے وقار و اقتدار کا یہ حال ہے کہ اگر آپ صحیح
نظام شریعت جاری کریں تو آپ کا لشکر بھی آپ کو چھوڑ دے یہانتک
کہ آپ تنہا رہ جائینگے یا چند عدد شیعہ۔ کیا ایسی خلافت اور ایسے بلا فصل
خلیفہ و امام کی دعوت مولوی عبد الکریم صاحب مشتاق جیسے مصنفین
اہل اسلام کو دے رہے ہیں۔ ماشاء اللہ ایسا امام و خلیفہ اور ایسا نظام
حق تو انسانی تاریخ میں نہ کسی نے دیکھا ہے اور نہ دیکھے گا۔ عبرت۔ عبرت۔ عبرت

### شیعوں کی تعداد

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت
علی المرتضیٰ کے ساتھ صرف تین ہی شیعہ رہ گئے تھے۔ سلمانؓ فارسی۔ ابوذرؓ
غفاری اور مقداد۔ اور اپنے دورِ خلافت میں اگر اعلان حق فرماتے تو
غالباً تنہا ہی رہ جاتے۔ حضرت امام حسنؓ نے تو اپنی خلافت ہی چھوڑ
دی اور حضرت معاویہؓ کی اطاعت اختیار کر لی۔ امام حسینؓ نے بھی تقیہ
کیا اور بظاہر خلفائے ثلثہؓ کا دین ہی قائم رکھا۔ اور آپ کی شہادت
کے بعد صرف پانچ شیعہ باقی رہ گئے چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری (جن
کو شیعہ شہید ثالث کہتے ہیں) نے لکھا ہے کہ :- از حضرت زین العابدین

روایت کردہ اند کہ تمام مردم بعد از قتل حسین مرتد شدند الا پنج کس۔ ابوخالد ویحیٰ بن ام الطویل۔ وجبیر بن مطعم وجابر بن عبد اللہ انصاری وشبکہ حرم محترم حضرت امام حسین بود (مجالس المومنین مجلس پنجم صـ۱۳۵)۔

(ترجمہ) "اور امام زین العابدین سے روایت ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام سب مرتد ہو گئے لیکن پانچ آدمی۔ ابوخالد کابلی اور یحیٰ ابن ام الطویل اور جبیر بن مطعم اور جابر بن عبد اللہ انصاری اور شبکہ کہ جو حرم محترم علیہ السلام تھے (مجالس المومنین مترجم صـ۴۹۵ مطبوعہ شمسی مشین پریس آگرہ ہندوستان) اور خود امام زین العابدین نے تو یزید کی بیعت قبول کر لی تھی:- فقال له علی بن الحسین علیهما السلام قد اقررت لك بما سألت انا عبدٌ مكرهٌ لك فان شئت امسك و ان شئت بع فقال له يزيد اولى لك حقنت دمك ولم ينقصك ذالك من شرفك" (فروع کافی جلد ثالث کتاب الروضہ صـ۱۱۱) "پس علی بن حسین (یعنی امام زین العابدین) نے اس (یعنی یزید) سے کہا کہ جو تو چاہتا ہے میں تیرے لئے اس کا اقرار کرتا ہوں میں تو تیرا ایک مجبور غلام ہوں۔ اگر چاہے تو اپنے پاس رکھے اور اگر چاہے تو بیچ دے۔ اس پر آپ کو یزید نے کہا کہ تو نے اچھا کیا۔ اپنا خون بچا لیا۔ اور اس بات نے تیری شان کو کم نہیں کیا)۔

اور علامہ باقر مجلسی نے بھی لکھا ہے کہ:- حضرت نے فرمایا جو کچھ تو نے کہا میں نے اقرار کیا۔ یزید نے کہا تو نے اپنی جان کی حفاظت کی اور تمہارے



شرف و بزرگی سے کچھ کم نہ ہوا" (جلاء العیون مترجم جلد دوم صـ۳۱۶ مطبوعہ لاہور)۔

اور امام جعفر صادق کو تو تین بھی رازدار شیعہ نہ مل سکے:- فرمایا ابوعبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق) نے۔ ابوبصیر۔ خدا کی قسم اگر میں تم میں تین شیعہ امامیہ پا لیتا جو از راہ تقیہ ہماری بات کو بصیغہ راز رکھتے تو میرے لئے اپنی بات کو ان سے چھپانا جائز نہ ہوتا"۔ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم صـ۲۶۷) اور امام موسیٰ کاظم کو تو بمشکل دو شیعہ حاصل ہوئے ہیں چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری نے لکھا ہے کہ:- کتاب کشی میں مذکور ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں نے کسی کو ایسا نہیں پایا کہ جو میرے امر کو اختیار کرے اور میرے پدر بزرگوار کے اصحاب کے قدم بقدم چلے سوائے دو شخصوں کے کہ خدا ان پر اپنی رحمت فرمائے۔ ایک عبد اللہ بن ابی یعفور۔ دوسرے حمران بن امین۔ لیکن یہ دونوں ہمارے شیعوں میں مومنین خالصین میں سے ہیں"۔ (مجالس المومنین مترجم صـ۴۹۷)

## شیعوں پر اللہ کا غضب

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ غضبناک ہوا ہمارے شیعوں پر (بہ سبب ترک تقیہ) پس اختیار دیا مجھے اپنے اور ان کے قتل ہونے کے درمیان۔ پس میں نے اپنی جان دے کر ان کو بچا لیا"۔ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد اوّل کتاب الحجۃ: صـ۲۹۷)

## امام غائب اور شیعہ

حسب اعتقاد شیعہ امام حسن عسکری

کے بعد آخری امام مہدی بچپن میں ہی ۲۳ رمضان ۲۵۹ھ سے غائب ہیں کسی غار میں تشریف فرما ہیں۔ اور امت کے سامنے آنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ اور جب آپ کے مخلص شیعوں کی تعداد تین سو تیرہ پوری ہو جائیگی تو بڑے جاہ و جلال سے ظہور فرمائینگے۔ چنانچہ علامہ خلیل قزوینی شرح اصول کافی میں لکھتے ہیں:۔

منقول است کہ اگر عدد ایشاں بہ سی صد (۳۱۳) و سیزدہ کس با ہیئت اجتماعی رسد امام ظاہر می شود (صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ ص۳۶)۔

(منقول ہے کہ اگر اجتماعی حیثیت سے آپ کے پیرو کاروں کی تعداد تین سو تیرہ کو پہنچ جائے تو آپ ظاہر ہو جائیں)۔ اور امام مہدی کے نہ ظاہر ہونے کی وجہ بھی یہ ہے کہ ان کو اپنے قتل ہونے کا خوف ہے۔ چنانچہ اصول کافی کتاب الحجۃ ص۲۱۲ مطبوعہ لکھنؤ میں روایت ہے:۔ عن زرارۃ قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان للقائم غیبۃ قبل ان یقوم انہ یخاف۔ واومی بیدہ الی بطنہ یعنی القتل۔" (ترجمہ) زرارہ سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سُنا کہ قائم آل محمد کے لئے بچپن ہی میں غیبت ہوگی خوف کی وجہ سے۔ اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اپنے شکم کی طرف یعنی قتل کے خوف سے۔" (شافی ترجمہ اصول کافی جلد اول کتاب الحجۃ ص۴۰۵)۔

## رسول اللہ امام مہدی سے بیعت ہونگے

صدیوں غائب رہنے کے بعد جب ۳۱۳



جانباز شیعوں کی تعداد مکمل ہونے پر قتل کا خوف زائل ہوگا اور امام غائب (مہدی) ظاہر ہونگے تو سب سے پہلے آپ کی بیعت العیاذ باللہ امام الانبیا والمرسلین رحمت للعلمین خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرینگے۔ چنانچہ شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں:۔

ونعمانی روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ چوں قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیروں آید خدا اورا یاری کند بملائکہ و اوّل کسیکہ با او بیعت کند محمدؐ باشد و بعد ازاں علیؓ۔ (ترجمہ)" نعمانی نے حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب قائم آل محمد یعنی امام مہدی باہر نکلینگے اور خدا فرشتوں کے ذریعے ان کی مدد کریگا تو سب سے پہلے جو آپ کی بیعت کرینگے وہ محمد رسول اللہ ہونگے اور آپ کے بعد حضرت علیؓ ان کی بیعت کرینگے۔" (حق الیقین ص۳۴۷) العیاذ باللہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

یہ ہے مختصر داستانِ امامت جو خلیفہ اول حضرت علیؓ المرتضٰی سے لیکر امام غائب حضرت مہدی تک ختم ہوتی ہے اور اس شان سے ختم ہوتی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخر میں امت کے بارہویں اور آخری امام کی بیعت کر لیتے ہیں۔ کتنا معقول ہے یہ سلسلہ امامت کہ جس کے سامنے نہ صرف نبوت بلکہ ختم نبوّت کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ اور یہی وہ امامت ہے جس کی طرف مولوی عبد الکریم صاحب مشتاق بکمال اشتیاق امت مسلمہ کو دعوت دے رہے ہیں ؎ بریں عقل و دانش بہ باید گریست۔

**حاصلِ کلام** | مذہب شیعہ کی مستند کتابوں سے جو تفصیلات امامت اور ائمہ کے بارے میں سابقہ اوراق میں پیش کی گئی ہیں ان سے آفتاب کی روشنی کی طرح اس امر کا بیّن ثبوت ملتا ہے کہ شیعہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہے۔ یہ مذہب قابل کتمان و اخفا ہے۔ اور حسبِ اعتقاد شیعہ اماموں نے ہمیشہ دین خداوندی کو چھپایا ہے بلکہ خلاف دین حق عقائد و مسائل کا اظہار کیا ہے (جس کو ان کی اصطلاح میں تقیہ کہتے ہیں جس میں شیعہ دین کے ۹ حصے پائے جاتے ہیں) اور العیاذ باللہ یہی وہ بیباک تقیہ ہے جس نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرب قیامت میں بارہویں اور آخری امام غائب کا مطیع کر دینا ہے تو اب ہمارا پہلا سوال یہی ہے کہ جب شیعہ مذہب کتمانِ حق اور تقیہ یعنی اظہار خلافِ حق پر مبنی ہے جس کے متعدد شواہد پیش کر دیئے گئے ہیں تو پھر مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق شیعہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت پر جتنا زیادہ زور دے رہے ہیں یہ شیعہ مذہب اور شیعہ مذہب کے ائمہ معصومین کی کھلی مخالفت پر مبنی ہے۔ جو حسبِ روایت اصول کافی اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے۔ لہٰذا مولوی عبدالکریم صاحب موصوف ان دو باتوں میں سے کسی ایک کا اعلان کر دیں۔

(۱) وہ دراصل شیعہ نہیں ہیں اس لئے ائمہ اثنا عشریہ کے ارشادات کی مخالفت کر کے دوسرے شیعوں کو بھی عملاً مخالفت ائمہ کے راستے پر چلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔



(۲) وہ شیعہ ہیں لیکن شیعہ مذہب کی حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر شیعہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے ہیں۔ اب ائمہ شیعہ کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں انہوں نے شیعہ مذہب کی حیثیت پہچان لی ہے اس لئے آئندہ اپنی ساری عمر تقیہ اور کتمان حق میں گزاریں گے تاکہ ائمہ اثنا عشر کی اتباع کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکے۔

**سوال نمبر ۲** | مذہب شیعہ کا اقرار کرنے کی صورت میں مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق سے ہمارا سوال یہ ہے کہ قرآن مجید میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد غلبہ دین فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ پارہ ۲۶ سورۃ الفتح کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ اعلان فرماتے ہیں۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۔ (وہ اللہ جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اپنے دین کو سارے دینوں پر غالب کرے۔ اور اللہ اس کی گواہی دینے والا کافی ہے)۔

(۲) تمام انبیاء و رسل پر تبلیغ احکام خداوندی فرض ہے۔ اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۔ (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب ع ۵)۔ ترجمہ:۔ یہ سب پیغمبران گزشتہ ایسے تھے کہ اللہ کے

---

؎ مولوی مقبول احمد دہلوی نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے:۔ وہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کیساتھ بھیجا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور دیکھ بھال کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔" (ترجمہ مقبول)۔

احکام پہنچایا کرتے تھے اور اس باب میں اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ) ۔

(ب) مولوی مقبول احمد دہلوی شیعہ مفسر نے یہ ترجمہ کیا ہے:۔

پیغمبر ایسے لوگ ہیں جو خدا کا حکم پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور سوائے اللہ کے اور کسی سے نہیں ڈرتے"۔

(۳) اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (ترجمہ) جب آئی اللہ کی مدد اور فتح (ہوگیا مکہ) اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ خدا کے دین میں گروہ (کے گروہ) داخل ہو رہے ہیں۔ تو اب تم اپنے رب کی حمد کی تسبیح پڑھو اور اس سے طلب مغفرت کرو۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا ہے"۔ (ترجمہ مقبول شیعہ مفسر)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں (خلفاء) کے متعلق اعلان فرمایا
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (پارہ ۱۸۔ سورۃ النور رکوع ۷)۔ ان سب لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے۔ اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ضرور ان کو اس زمین میں جانشین بنائیگا جیسا کہ ان سے پہلوں کو جانشین بنایا تھا اور ضرور ان



کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے ان کی خاطر سے پائدار کر دیگا اور ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دیگا۔ اس وقت وہ میری ہی عبادت کرینگے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہرائینگے اور جو اس کے بعد ناشکری کریگا۔ پس نافرمان وہی ہیں"۔ (ترجمہ مقبول)

مندرجہ بالا چار آیتیں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ

(ا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زمانہ میں بعثت و تشریف آوری کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو دوسرے تمام باطل دینوں پر غالب کرے

(ب) تمام انبیاء و رسل پر اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ فرض ہوتی ہے اور وہ تبلیغ حق کے سلسلہ میں کسی مخلوق سے بھی نہیں ڈرتے۔ وہ صرف ایک اللہ کی عظمت سے ڈرتے ہیں۔

(ج) حسب اعلان خداوندی دور رسالت میں اللہ کا دین غالب ہوا اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوتے گئے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت سے عالم اسلام کا مرکز فتح ہوگیا۔

(د) اس غلبۂ دین اور فتح مکہ اور فتح عرب کے بعد چونکہ سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کی وجہ سے کسی نبی کی پیدائش متوقع نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے غلبۂ دین کو باقی رکھنے اور دین حق کو اطراف عالم میں پھیلانے کے لئے اپنی حکمت کاملہ کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے خلفاء اور جانشینوں کے ہونے کا وعدہ فرما دیا جن کے ذریعہ وہ اپنے دین حق

کو طاقت دے اور ان کا سابقہ خوف زائل کر دے۔ جو کفار اور مشرکین کیطرف
سے ان کو لاحق تھا۔

(ب) اس آیت استخلاف میں لفظ مِنکُم سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ وعدۂ خلافت
ان مومنین صالحین سے ہے جو اس آیت کریمہ کے نزول کے وقت موجود تھے
اور سورۃ الحج رکوع ۶۔ پارہ ۱۷ کی آیت تمکین سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ خلافت اور تمکین دین کا وعدہ ان مہاجرین صحابہ رضؓ سے ہے جن کو گھروں سے
نکالا گیا تھا چنانچہ فرمایا :۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ط وَاِنَّ
اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ ن o الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ
حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ــــــــــ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ
فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ
نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ o ان لوگوں کو جن سے
جنگ کی جاتی ہے اس لئے اجازت دیگئی ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا۔ اور بیشک
اللہ ان کو مدد دینے پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے جو اپنے ملک سے صرف
اتنی بات کہنے پر نکالے گئے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔
وہ وہ لوگ ہیں جنکو اگر ہم زمین میں تمکین دینگے تو وہ (باقاعدہ) نماز پڑھینگے اور زکوٰۃ دیں گے اور
نیک کاموں کا حکم کرینگے اور بدی سے مانع ہونگے اور تمام کاموں کا انجام اللہ
ہی کے ہاتھ ہے۔" (ترجمہ مقبول احمد دہلوی)

مندرجہ دونوں آیتوں یعنی آیتِ استخلاف اور آیت تمکین سے یہ لازم آتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ مہاجرین صحابہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے



خلیفہ اور جانشین بنائیگا۔ اور ان کی اس موعودہ خلافت میں ان کو اسی
دین اسلام کی طاقت دے گا۔ جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔
دشمنانِ اسلام ان کے سامنے مغلوب ہونگے اور وہ خلفاء رضؓ نہ صرف یہ
کہ خود نماز اور زکوٰۃ کے پابند ہوں گے اور خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت
کرنیوالے ہوں گے بلکہ وہ اپنے اسلامی اقتدار کے تحت لوگوں کو نیک
کاموں کا حکم دینگے اور برائی اور خلاف شرع امور سے روکیں گے۔ اور
جو لوگ انکی ناقدری اور ناشکری کرینگے تو ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے
نافرمان ہونگے۔ اب تحقیق طلب یہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ خلافت
کیا مہاجرین صحابہ رضؓ کرام کے حق میں پورا ہوا۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو صحابہ رضؓ یکے بعد دیگرے
خلیفہ ہوئے وہ مہاجرین سابقین میں سے تھے۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق
حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضوان
اللہ علیہم اجمعین۔ اور ان حضرات کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دین کو
طاقت دی۔ اور خصوصاً خلفائے ثلثہ کو تو حق تعالیٰ نے وہ اسلامی
شوکت و غلبہ۔ تمکنت و اقتدار عطا فرمایا کہ قیصر و کسریٰ کی کافرانہ
سلطنتیں زیر و زبر ہو گئیں۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضؓ کے دور خلافت
میں ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل سے زیادہ وسیع زمین کفر پر اللہ کا دین
نافذ ہو گیا اور خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کے بارہ سالہ دور خلافت
میں غازیان اسلام نے بر و بحر پر غلبہ پا لیا اور عثمانی فوجیں پرچم فتح و نصرت

لہراتے ہوئے کابل قندھار تک پہنچ گئیں۔ خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے تقریباً چھ سالہ خلافت میں کوئی کفر کا علاقہ تو مفتوح نہیں ہوا لیکن آپ نے اپنے حدود خلافت میں اللہ کا دین نافذ کر کے خلافت راشدہ کا نور پھیلا دیا۔ لیکن آیت استخلاف اور آیت تمکین کے تحت خلفائے ثلثہؓ کی خلافت راشدہ کو اگر نہ تسلیم کیا جائے اور حسب عقیدہ شیعہ ان کو خلیفہ جور قرار دیا جائے اور حضرت علی المرتضیٰ کو ہی پہلا خلیفہ یعنی خلیفہ بلا فصل تسلیم کیا جائے تو پھر ان دونوں آیتوں میں جس خلافت منصورہ کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ اور شیعہ علماء ان دونوں آیتوں کا مصداق حضرت علی المرتضیٰ کو نہ ثابت کر سکنے کی وجہ سے بڑے پریشان ہیں اور کھینچ تان کر ان آیات کا مصداق قرب قیامت میں آنے والی امام مہدی کی خلافت کو قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کی یہ تاویل بالکل باطل ہے کیونکہ (ا) آیت میں مِنْکُمْ کے لفظ کا یہ تقاضا ہے کہ دورِ رسالت کے اہل ایمان کو یہ نعمت خلافت نصیب ہو۔ اور امام مہدی ان میں شامل نہیں ہیں۔ (ب) اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ کی آیت تمکین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعدۂ خلافت مہاجرین صحابہؓ سے ہے حالانکہ امام غائب (حضرت مہدی) مہاجرین صحابہؓ میں شامل نہیں کئے جا سکتے کیونکہ وہ تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے ہیں (حسب اعتقاد شیعہ)۔ (ج) اور یہ بھی عجیب فہم ہے کہ آیت استخلاف کے وعدہ کا مصداق حضرت مہدی کو قرار دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ وعدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاءؓ اور جانشینوں کے



متعلق کیا ہے۔ اور مذہب شیعہ کے عقیدہ میں بارہ امام اپنے اپنے دورِ امامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بھی ہیں اور بالخصوص ابو الخلفاء خلیفہ بلا فصل حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ تو ان گیارہ ائمہ اور خلفاء کو بالکل محروم کر کے قرآنی آیت کی مراد صرف امام مہدی کو تسلیم کیا جائے۔ یہ نظریہ کتنا غیر معقول اور بے بنیاد ہے اور پھر جب شیعہ حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں اور نہ صرف اذان بلکہ کلمۂ اسلام و ایمان میں بھی ان کی خلافت بلا فصل کا اعلان و اظہار کرتے ہیں لیکن اس آیتِ استخلاف کا ان کو مصداق نہیں قرار دیتے حالانکہ وہ اگر عند اللہ خلیفۂ اول ہیں اور شیعوں کو ان کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا یقین ہے تو پھر ان کو حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل کی دلیل میں زیر بحث دونوں آیتوں یعنی آیت استخلاف اور آیت تمکین کو پیش کرنا چاہیے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور جانشین قائم کرنے کا وعدہ فرمایا ہے تو اس کا مصداق حضور کا پہلا خلیفہ ہی نمبر اوّل کے طور پر ہونا چاہیے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ اور نوبت بہ نوبت دوسرے خلفاء کو اس وعدہ کے تحت تسلیم کیا جائے۔ لیکن شیعہ علماء و مجتہدین بھی مجبور ہیں۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ کو نامزد خلیفہ بلا فصل ماننے کے باوجود شیعہ مذہب نے جو ان کی خلافت کا نقشہ پیش کیا ہے اس کی بنا پر تو مذکورہ دونوں آیتوں کی بیان کردہ خلافت کی نشانیوں میں سے کوئی ایک نشانی بھی ان میں نہیں پائی جاتی۔ اس سلسلہ میں ہم نے شیعہ احادیث کی جو تفصیل پیش کی ہے اس سے تو حسبِ ذیل

امور واضح ہوتے ہیں :-

(۱) جس کتاب خداوندی کا انہوں نے نظام حق جاری کرنا تھا اور جو انہوں نے بڑی محنت و کاوش سے مرتب کی تھی۔ اسی (اصلی قرآن) کو تو آپ نے انتہائی غصہ سے مغلوب ہو کر بالکل ہی غائب کر دیا۔ اور قرآن کے بعد پھر بارہویں امام بھی بالکل غائب ہو گئے۔

(۲) خلفائے ثلثہ کے دورِ خلافت میں شیعوں کے خلیفہ بلا فصل حضرت علیؓ اتنے بے بس اور مغلوب تھے کہ تمام مہاجرین و انصار میں سے (جو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص فیض یافتہ جماعت تھی اور جنہوں نے ہجرت کے بعد آٹھویں سال سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مرکز اسلام مکہ کو فتح کر لیا تھا۔ اور جس جماعت کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں حکومت الٰہیہ قائم فرمائی تھی اور جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے راضی ہونے کا اعلان فرما دیا تھا) صرف تین صحابہؓ نے حضرت علیؓ کی خلافت کی حمایت کی۔ یعنی مقدادؓ، سلمانؓ فارسی اور ابوذر غفاریؓ۔ اور دورِ صدیقی میں ہی شیر خدا اس قدر مغلوب ہو چکے تھے کہ خاتون جنت (حضرت فاطمۃ الزہراءؓ) نے بڑا سخت طعن دیکر آپ کو اٹھانا چاہا لیکن آپ تحفظ خلافت کی خاطر میدان میں آنے کی جرأت نہ کر سکے (اور وہ طعنہ یہ تھا کہ تو ماں کے پیٹ میں چھپے ہوئے بچے (جنین) کی طرح گھر میں چھپ کر بیٹھ گیا ہے)۔

(۳) خلافت ثلثہ کا دور گذر جانے کے بعد بھی آپ کی مقبولیت



کا یہ حال تھا کہ آپ نے اپنے اہل بیت اور خاص شیعوں کے سامنے یہ صاف بیانی کر دی تھی کہ گو میں خلیفہ وقت ہوں لیکن میری مملکت میں منکرات کا سلسلہ قائم ہے۔ متعہ بھی حرام ہے۔ اور لوگوں نے ناجائز طور پر عورتیں گھروں میں رکھی ہوئی ہیں۔ تراویح کی بدعت بھی جاری ہے اور حکم قرآن بھی نافذ نہیں ہے۔ مجھ سے پہلے جو نظام حکومت خلفائے ثلثہؓ نے نافذ کیا تھا اور جو سنت و شریعت کے بالکل خلاف ہے وہی میری خلافت میں بھی قائم ہے۔ اور حال یہ ہے کہ اگر میں ہمت کر کے کتاب و سنت کا صحیح نظام جاری کر بھی دوں تو میرا اپنا لشکر بھی مجھ کو چھوڑ دیگا۔ حتیٰ کہ میں اکیلا رہ جاؤنگا اور شاید چند میرے مخلص شیعہ میرے ساتھ قائم رہ سکیں۔ اس لئے اس انجام بے وفائی اور بے عزتی سے یہی بہتر ہے کہ میں منکرات کو ہی جاری رکھوں اور ان کی اصلاح کا نام نہ لوں بعد میں میرے شیعہ تاویلیں کر کر کے میری خلافت بلا فصل ثابت کرتے رہینگے اور راز کی بات تو یہی ہے جو کسی خاص شیعہ ہی کو بتائی جاتی ہے کہ ولایت اور امامت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے اس کا اخفاء باعث عزت ہے اور اس کا اظہار باعث ذلت ہے۔ اسی لئے تو میں نے خلفائے ثلثہ کے زمانے میں بھی تقیہ جیسی عظیم عبادت پر عمل کیا ہے اور اب بھی در اصل اسی تقیہ مقدسہ کا فریضہ ادا کر رہا ہوں۔ اس لئے میں ہی اللہ تعالیٰ کا نامزد خلیفہ بلا فصل ہوں۔ اسی عقیدہ سے آخرت میں نجات ہو گی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جنت کی نعمت نصیب ہو گی۔ ماشاء اللہ۔

سید باقر حسین شاہ صاحب :- مولوی عبدالکریم مشتاق صاحب اور دیگر شیعہ علماء و مجتہدین سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا وہ حضرت علی المرتضیٰ کو کتاب و سنت کی روشنی میں کامیاب خلیفہ ثابت کر سکتے ہیں؟

ہرگز نہیں۔

## سوال نمبر ۳

اللہ کے دین کا اصل الاصول کلمۂ اسلام ہے۔ تمام ملّت اسلامیہ کا اجماعی طور پر ایک ہی کلمہ اسلام ہے جو دورِ رسالت۔ اور دورِ خلافت سے لیکر آج تک متواتر چلا آتا ہے۔ یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور سوادِ اعظم اہل السنت و الجماعت اور تمام امت مسلّمہ جس کلمۂ اسلام و ایمان کا اقرار کرتے ہیں۔ اس کے الفاظ بھی قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ چنانچہ سورۃ محمدؐ میں ہے۔ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اور سورۃ فتح میں ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

کلمۂ اسلام کے دو جزو ہیں۔ توحید اور رسالت کا اقرار۔ چنانچہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ سے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ سے صرف توحید و رسالت کا اقرار لیا ہے۔ جو شخص توحید و رسالت کا اقرار کر لیتا تھا اس کو مسلم بھی قرار دیا جاتا تھا اور مومن بھی۔ اور اسکے بعد دوسرے اسلامی فرائض نماز و روزہ وغیرہ کی تعلیم



دی جاتی تھی۔ اور سنی اور شیعہ دونوں کی کتابوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام قبول کرنے کے لئے صرف توحید و رسالت کا اقرار لیتے تھے۔ اس کلمۂ اسلام میں اللہ اور رسول کے علاوہ کسی اور شخصیت کا اقرار نہیں کرایا جاتا تھا۔ چنانچہ بطور نمونہ احادیث اہل سنّت حسب ذیل ہیں۔

## احادیث اہل سنّت

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمعاذ بن جبل حین بعثہ الی الیمن انک ستاتی قوماً من اھل الکتاب فاذا جئتھم فادعھم الی ان یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ فان ھم اطاعوا لذلک فاخبرھم ان اللہ فرض علیھم خمس صلوات فی کل یوم ولیلۃ الحدیث (صحیح بخاری کتاب المغازی)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو جب یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ آپ اہل کتاب کی قوم کے پاس آئینگے۔ اور جب ان کے پاس آئیں تو انہیں اس بات کی دعوت دیں کہ وہ یہ اقرار کر لیں: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پس اگر وہ اسکو (یعنی توحید و رسالت) کو مان لیں تو پھر انکو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں الخ۔

(۲) رئیس یمامہ حضرت ثمامہؓ بن آثال کے قبول اسلام کے متعلق روایت ہے کہ:۔ فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشھد ان لا الہ الا

اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ (ترجمہ- پھر حضرت ثمامہ نے غسل کیا۔ پھر مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا اقرار کیا۔" (ایضاً صحیح بخاری کتاب المغازی)۔

(۳) علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں لکھا ہے کہ:۔ ("اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ"۔ تو فوراً پکار اُٹھے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ (سیرت النبی حصہ اول)

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ توحید و رسالت کا اقرار کرنے سے آدمی مسلم بھی ہو جاتا ہے اور مومن بھی۔ کیونکہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے یہ کلمۂ اسلام قرآن کی آیت "اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" کے حکم کے تحت پڑھا تھا۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کا حکم سُنا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو آپ توحید و رسالت کا اقرار کر کے ایمان لے آئے۔ شیعہ علماء کہتے ہیں کہ توحید و رسالت کا اقرار کرنے یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ کہنے سے آدمی مسلمان تو ہو جاتا ہے لیکن مومن نہیں ہوتا۔ مومن ہونے کے لئے ان کے نزدیک توحید و رسالت کیساتھ حضرت علی رضؓ کی ولایت و خلافت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ لیکن ایمان کی یہ تعریف ان کی بالکل خود ساختہ اور بے بنیاد ہے جس کا کتاب و سنّت میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

## احادیث شیعہ

(۱) شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی نے حضرت علی رضؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ:۔ پس وحی



نمود کہ اے محمد برو سوئے مردم و امر کن ایشاں را کہ بگویند لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (حیات القلوب جلد دوم صہ۳ مطبوعہ لکھنو)۔

(ترجمہ) پس اللہ تعالیٰ نے وحی کی اور فرمایا کہ اے محمد۔ آپ لوگوں کے پاس جائیں اور انکو حکم دیں کہ وہ یہ کہہ لیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔"

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مکرمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ جب اسلام لائیں تو حضور نے ان سے فرمایا کہ:۔ بگو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ کہدو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ) ایضاً جلد دوم صہ۲۵۳)۔

(۳) شیعہ مذہب کی اصح الکتب اصول کافی مقدمہ امام غائب میں امام محمد باقر کی یہ روایت ملتی ہے کہ:۔ ثم بعث اللّٰہ محمدًا وھو بمکۃ عشر سنین فلم یمت فی مکۃ فی تلک العشر سنین احدٌ یشھد ان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ اِلَّا اَدْخَلَہ الجنۃ باقرارہٖ"۔ (ترجمہ) اس کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا وہ مکہ میں دس سال اس طرح رہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیکر مرنے والا کوئی نہ تھا۔ خدا نے جنّت لازم کی اقرار شہادتین پر"۔ (شافی شرح اصول کافی جلد دوم صہ۲۳ از سید ظفر الحسن امروہوی)۔

(۴) شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے ترجمہ قرآن پارہ ۲۱ کے ضمیمہ میں فتح خیبر کے موقعہ پر حضرت علی رضؓ کے متعلق لکھا ہے کہ:۔ آپ نے تمام

اہل قلعہ کو داخل دائرہ اسلام کیا۔ مرحب کی بہن کو جو آئندہ زوجہ رسول ہونے
والی تھیں عزت و احترام سے خدمت رسول میں بھجوا دیا۔ اور حکم جناب
رسول خدا کی اس طرح تعمیل کی کہ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ فقط اہل قلعہ سے کہلوا دیا بلکہ آج تک صولت
حیدری کے خوف سے پانچوں وقت مسلمان ہر جگہ پکارتے ہیں۔" (اشارات
تفسیر یعنی ضمیمہ مقبول صفحہ ۹)۔

(۵) جنگ خندق میں حضرت علی المرتضیٰ نے ایک مشہور کافر پہلوان
عمرو بن عبد ود کے سامنے تین باتوں میں سے پہلی بات یہ پیش کی کہ:۔ تو
کلمہ شہادت زبان پر جاری کر لے اور یہ کہہ لے:۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

(۶) فلمّا اذن الله لمحمد فی الخروج من مکة الی المدینة
بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا
عبده ورسوله واقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة وحج البیت و
صیام شهر رمضان وانزل علیه الحدود الخ (اصول کافی صفحہ ۲۷۷)۔

(ترجمہ) جب اللہ نے رسول خدا کو مکہ سے مدینہ کی طرف خروج کی اجازت دی
تو اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی۔ گواہی دینا اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
نہیں اور یہ کہ محمد اس کے عبد اور رسول ہیں۔ (۲) قائم کرنا نماز کا (۳) زکوٰۃ
دینا (۴) حج کرنا (۵) اور ماہ صیام میں روزے رکھنا۔ اور حضرت پر حدود کو
نازل فرمایا الخ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم صفحہ ۲۶)۔



## کلمہ شیعہ

مندرجہ بالا احادیث اہل سنت اور احادیث مذہب
شیعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی تیئس ۲۳ سالہ تبلیغ رسالت کی مکی اور مدنی زندگی میں اسلام
میں داخل کرتے ہوئے غیر مسلموں سے جس کلمہ اسلام کا اقرار لیا ہے اس
میں صرف توحید و رسالت کا اقرار ہوتا تھا۔ اور خود حضرت علی المرتضیٰ
نے بھی خندق اور خیبر میں جو کلمہ اسلام دو مشہور کافر پہلوانوں سے پڑھوایا
تھا اس میں بھی صرف توحید و رسالت کا اقرار تھا۔ یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

لیکن بھٹو دور حکومت میں پاکستان کے شیعوں نے سرکاری اسکولوں کے
نصاب دینیات میں جو کلمہ اسلام لکھا ہے اس میں توحید و رسالت کے
علاوہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت و خلافت کا اقرار بھی اسلام
ایمان لانے کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسلامیات لازمی برائے
جماعت نہم و دہم کے نصاب رہنمائے اساتذہ حصہ شیعہ میں مولوی محمد بشیر
صاحب آف ٹیکسلا اور مولوی مرتضیٰ حسین صاحب لکھنوی نے جو کلمہ
اسلام لکھا ہے اس کی عبارت یہ ہے کہ کلمہ اسلام کے اقرار اور ایمان کے
عہد کا نام ہے کلمہ پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ کلمہ میں توحید و رسالت
ماننے کا اقرار اور امامت کے عقیدے کا اظہار ہے۔" اسکے بعد کلمہ کے
الفاظ یہ لکھے ہیں:۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ عَلِیٌّ وَلِیُّ
اللّٰهِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِیْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ ط (رہنمائے اساتذہ صفحہ ۳۵/۳۶)

کلمہ اسلام کی مندرجہ تشریح سے چونکہ لازم آتا تھا کہ سوائے ان قلیل شیعوں کے جن کا یہ کلمہ اسلام ہے باقی تمام ملت اسلامیہ غیر مسلم اور غیر مومن ہے یعنی کافر ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک کلمہ اسلام میں صرف اللہ کی توحید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار ہی ایمان و اسلام کے لئے کافی سمجھا جاتا رہا ہے۔ کلمۂ اسلام کی اس تشریح کی وجہ سے پاکستان کے مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا اور ہر طبقہ کی طرف سے اس کیخلاف سخت احتجاج کیا گیا۔ راقم الحروف نے بھی اس کے خلاف ایک پمفلٹ بنام: "پاکستان میں تبدیلی کلمہ اسلام کی ایک خطرناک سازش" لکھا جس کو خدام اہل سنت کی طرف سے لاکھوں کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ چونکہ مذکورہ کلمہ شیعہ بالکل خود ساختہ اور بے بنیاد تھا اور پھر اس کی بنیاد پر تمام امت مسلمہ کافر قرار پاتی تھی۔ اس لئے بھٹو حکومت نے بھی اس کا نوٹس لیا اور محکمہ تعلیم کے ذریعہ اس میں کچھ ترمیم کر کے رہنمائے اساتذہ کے دوسرے جدید ایڈیشن میں شیعہ کلمہ کے تحت حسب ذیل عبارت لکھی:۔ "کلمہ طیبہ اسلام کے اقرار کا نام ہے۔ کلمہ میں توحید و رسالت کا اقرار ہے" (صد ۳۵) کلمہ طیبہ:۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ سے کافر مسلمان ہوتا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مانتے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں ان کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں آئیگا" لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے بعد



عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وخلیفتہ بلا فصل سے شیعہ توحید و رسالت کے علاوہ امامت کا اقرار اور شیعیت کا اظہار کرتے ہیں" (رہنمائے اساتذہ ایڈیشن دوم صد ۳۶)۔

اور مولوی محمد شفیع صاحب جوش اور پیر آبرار محمد صاحب نے کلمہ شیعہ کے خلاف لاہور ہائیکورٹ میں جو رٹ دائر کی تھی۔ اس کے جواب میں شیعہ مذہب کے نمائندوں نے رہنمائے اساتذہ ایڈیشن اوّل میں درج شدہ کلمہ کی تشریح میں ترمیم قبول کر کے کلمۂ اسلام کی مندرجہ عبارت اور تشریح کو قبول کر لیا جو رہنمائے اساتذہ کے دوسرے ایڈیشن میں پائی جاتی ہے۔

## ہمارا سوال

رہنمائے اساتذہ کے ایڈیشن اوّل و ایڈیشن دوم میں کلمہ اسلام کی جو تشریحیں کی گئی ہیں ان میں تضاد پایا جاتا ہے۔ ایڈیشن اوّل کی عبارت سے تو لازم آتا ہے کہ کلمہ اسلام میں توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھ حضرت علیؓ کی ولایت و خلافت کا اقرار مثل اقرار رسالت کے ضروری ہے اور جو شخص کلمہ میں حضرت علیؓ کی خلافت کا اقرار نہیں کرتا وہ نہ مومن ہے نہ مسلم یعنی کافر ہے۔ اور رہنمائے اساتذہ کے ایڈیشن دوم کی عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مان لے یعنی توحید و رسالت کا اقرار کر لے وہ مسلمان ہو جاتا ہے خواہ وہ حضرت علیؓ کی ولایت و خلافت کا اقرار نہ بھی کرے۔ تو اب ہمارا سوال مولوی عبدالکریم صاحب وغیرہ شیعہ علماء سے یہ ہے کہ (۱) ان کے نزدیک

رہنمائے اساتذہ کے مذکورہ دونوں ایڈیشنوں کی تشریح میں سے کونسی تعریف کلمۂ اسلام کی صحیح ہے۔ اگر پہلی تعریف صحیح ہے تو کلمۂ اسلام کی دوسری تعریف وتشریح کو شیعہ علماء نے کیوں قبول کیا ہے اور اگر دوسری تشریح صحیح ہے تو پہلی تشریح جب رہنمائے اساتذہ میں شائع ہوئی تھی تو اسکی تردید کیوں نہیں کی گئی؟ (۲) پہلے ایڈیشن کے مصنّف مولوی محمد بشیر آف ٹیکسلا شیعہ مذہب کے چوٹی کے علماء میں شمار ہوتے ہیں جن کا ثقۃ الاسلام وغیرہ کے خاص القاب سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اگر آپ کو اور ان دوسرے شیعہ علماء کو ان کی مذکورہ تشریح سے اختلاف ہے اور آپ رہنمائے اساتذہ کے دوسرے ایڈیشن کی تعریف کو صحیح قرار دیتے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ علماء میں کلمۂ اسلام کے متعلق بھی یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ بعض کے نزدیک توحید و رسالت کے ساتھ حضرت علی کی ولایت وخلافت کے اقرار کے بغیر کوئی شخص نہ مومن ہوسکتا ہے اور نہ مسلم۔ اور بعض کے نزدیک صرف توحید و رسالت کا اقرار کرنے والا مسلمان قرار دیا جاسکتا ہے (۳) کلمۂ اسلام و ایمان میں شیعہ علماء کے اس شدید اختلاف سے تو یہ لازم آتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیاد پر اس امر کا کوئی قطعی ثبوت نہیں مل سکتا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کلمۂ اسلام کی تعلیم دی تھی؟ کیونکہ شیعہ مذہب کی کتابوں سے اگر قطعی طور پر حضور خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ کلمہ اسلام و ایمان کا ثبوت مل سکتا تو اس کے متعلق پاکستان کے شیعہ علماء میں اختلاف کیونکر پیدا ہوسکتا تھا۔ (۴) کلمۂ اسلام اصلِ



اصول دین ہے جس کے اقرار سے کافر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کا قطعی ثبوت ضروری ہے۔ سوادِ اعظم اہل السنّت والجماعت اور تمام امّت مسلمہ کا جو متفقہ کلمۂ اسلام ہے یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ (جس میں صرف اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا جاتا ہے) اس میں علمائے اہل السنت والجماعت کا کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ اور چونکہ اصولی عقائد کے لئے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نص ضروری ہے اور خصوصاً کلمۂ اسلام کے اجزاء کے لئے جو کہ تمام اصول دین کی اصل ہے۔ اس لئے سُنّی مسلمان جس کلمۂ اسلام کو مانتا ہے اس کے دونوں اجزاء قرآن مجید سے ثابت ہیں (۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (سورۃ محمد)۔ (۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (سورۃ الفتح) اور شیعہ علماء جس کلمہ اسلام و ایمان کو مانتے ہیں۔ یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ ولیّ اللّٰہ وَصی رسول اللّٰہ وخلیفتہ بلا فصل۔ اس میں جو ملّت اسلامیہ کے متفقہ کلمہ کے الفاظ سے زائد الفاظ ہیں یعنی علی ولی اللّٰہ وصی رسول اللّٰہ وخلیفتہ بلا فصل[1] یہ الفاظ موجودہ قرآن مجید میں تو کہیں بھی موجود نہیں ہیں۔ نہ یکجا نہ جدا جدا۔ (۵) شیعہ مذہب کی کتابوں میں سے کسی صحیح حدیث میں بھی بطور کلمۂ اسلام ان الفاظ کا ثبوت نہیں ملتا۔ یعنی شیعہ علماء یہ ثابت نہیں کرسکتے کہ کسی کافر کو مومن ومسلم

[1] شیعہ جواب سے عاجز ہو کر کہدیتے ہیں کہ ہمارا کلمہ عرش پر اور جنت میں لکھا ہوا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ (ا) عرش اور جنت کی روایت میں بھی یہ الفاظ اسی ترتیب سے نہیں دکھا سکتے اور خلیفتہ بلا فصل کا تو کہیں وجود ہی نہیں (ب) ہم عرش کی بات نہیں پوچھتے فرش کی بات پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشیوں کو کون کلمہ اسلام کا پڑھایا ہے؟

بناتے ہوئے رسول اکرم ہادی اعظم سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل کے الفاظ کا اقرار کرایا ہے۔ میرے رسالہ "پاکستان میں تبدیلی کلمۂ اسلام کی ایک خطرناک سازش" کے جواب میں شیعہ علماء نے جو رسائل تصنیف کئے ہیں اور جن کا مجھے علم ہے ان میں کوئی شیعہ عالم یہ امر ثابت نہیں کر سکا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کافر کو دائرہ اسلام میں داخل کرتے وقت علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل کا بھی اقرار کرایا تھا۔ بلکہ ان میں سے بعض نے اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ زمانہ رسالت میں کلمہ اسلام میں ان الفاظ کا اقرار نہیں لیا جاتا تھا۔ چنانچہ سیّد عقیل حیدر آف ٹیکسلا اپنے رسالہ "کلمۃ المومنین" میں لکھتے ہیں کہ :- قاضی صاحب خداوند عالم نے جس قدر انبیاء مبعوث فرمائے ہیں جس قوم و ملک و زمان میں وہ آئے ان کا کلمہ ان تک محدود رہا۔ حضرت آدم کے زمانے والے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آدم خلیفۃ اللہ۔ حضرت نوح کے زمانے والے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نوح نجیّ اللہ۔ حضرت ابراہیم کے زمانے والے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ابراھیم خلیل اللہ۔ حضرت موسیٰ کے زمانے والے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ موسی کلیم اللہ۔ حضرت موسیٰ کے زمانے والے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عیسیٰ روح اللہ پڑھتے رہے ان کے بعد سلسلہ نبوت جاری تھا اس لئے ان کا کلمہ ان تک محدود تھا۔ لیکن ہمارے نبی آخر محمد مصطفیٰ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ رسالت مآب کے زمانہ حیات تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اور بعد از حیات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ ولیّ اللہ وصیّ رسول اللہ وخلیفتہ بلافصل کا بھی زبان سے اقرار کیا جانے لگا اور یہ اقرار دلیل ہے کہ سلسلہ نبوّت ختم ہے اور سلسلہ ولایت و امامت شروع ہے الخ (صہ ۱۲)



ہم کہتے ہیں کہ اگر کلمۂ اسلام میں حضرت علی رضؓ کی ولایت و امامت کا اقرار اس لئے ضروری تھا کہ اس کو سلسلۂ نبوّت کے ختم ہونے اور سلسلۂ ولایت و امامت کے شروع ہونے کی دلیل بنایا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان جس طرح قرآن مجید کی قطعی آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین سے کیا گیا تھا اسی طرح قرآن میں ہی حضرت علی رضؓ کی ولایت و امامت کے متعلق قطعی اعلان کیا جاتا۔ علاوہ ازیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی اگر یہ ضروری ہوتا تو آپ خود ہی اعلان ختم نبوت کے بعد کلمہ اسلام میں حضرت علی رضؓ کی ولایت و امامت کا اقرار شروع کرا دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو کوئی شخص بھی کلمۂ اسلام میں کمی و بیشی کرنیکا مجاز نہیں ہے۔ اگر حضرت علی رضؓ کی ولایت و امامت کا عقیدہ بنیادی اصول دین میں مثل توحید و رسالت کے ضروری ہوتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کے ساتھ قبول اسلام کیلئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت و امامت کا اقرار بھی ضرور کراتے۔
بہر حال جب مروجہ کلمہ شیعہ کا کتاب و سنّت میں کوئی نام و نشان نہیں ملتا تو پھر شیعہ مذہب کا حق ہونا کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا بہ یقین

کرنا پڑتا ہے کہ شیعہ مذہب ہی دراصل خود ساختہ ہے جس کے کلمۂ اسلام کا ہی کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور اسلام حقیقی دوسرے لفظوں میں مذہب اہل السنّت والجماعت ہی ہے جس کا کلمۂ اسلام کتاب اللہ، سنّت رسول اللہ اور ملّت اسلامیہ کے اجماع سے ثابت ہے۔ واللہ الہادی)

## شیعہ تاویلات

جب شیعہ علماء اپنا اضافی کلمہ نہ قرآن سے ثابت کر سکتے ہیں اور نہ حدیث سے تو قیاسات و تاویلات سے اپنے کلمے کا وجود پیش کرکے عوام شیعہ کو مطمئن کرنے کی لاحاصل کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً تاویل (۱)

کہتے ہیں کہ علی رضؓ کا ولی اللہ ہونا تو اہل السنّت والجماعت کی کتابوں سے بھی ثابت ہے۔ پھر سُنّی علماء شیعہ کلمہ پر کیوں اعتراض کرتے ہیں؟

**الجواب** (ا) مسئلہ زیرِ بحث یہ نہیں ہے کہ حضرت علی رضؓ اللہ کے ولی ہیں یا نہیں۔ بلکہ بحث تو اس امر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ اسلام میں حضرت علی رضؓ کا ولی اللہ ہونا شامل فرمایا ہے یا نہیں؟

(ب) اگر علیؓ ولیّ اللہ کا یہ مطلب ہے کہ آپ اللہ کے دوست اور پیارے ہیں تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو بھی اللہ کے ولی ہیں ان کا نام کلمۂ اسلام میں شامل کیا جائے؟

(ج) شیعوں کے نزدیک علیؓ ولیّ اللہ کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں بلکہ وہ یہاں ولایت بمعنی امامت و خلافت لیتے ہیں یعنی حضرت علی اللہ تعالیٰ کے نامزد امام ہیں اور وصیّ رسول اللہ



سے مراد یہ لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کے حق میں یہ وصیت فرمائی تھی کہ آپ کے بعد امام و خلیفہ ہونگے اور خلیفتہ بلا فصل کا شیعوں کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلا فاصلہ حضرت علی رضؓ ہی آپ کے جانشین اور خلیفہ ہیں۔ اور ان الفاظ سے وہ حضرت علی رضؓ کے چوتھے خلیفہ ہونے کی نفی کرتے ہیں اور پہلے تین خلفاء حضرت ابو بکر صدیق رضؓ، حضرت عمر فاروق رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ ذوالنورین کی خلافت راشدہ کی وہ تردید و تکذیب کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی سُنّی مسلمان حضرت علی المرتضیٰ کو ان معنوں میں نہ ولی اللہ مانتا ہے اور نہ خلیفہ بلا فصل۔ اور خلیفتہ بلا فصل کے الفاظ تو شیعہ مذہب کی بھی کسی کتاب میں نہیں پائے جاتے یہ تو صدیوں کے بعد کی ایجاد ہیں[1]۔ (ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

---

[1] اور کلمۂ اسلام میں تو کجا، شیعوں کی مروجہ اذان جس میں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں ان کا بھی اذان میں ان کے ائمہ سے ان الفاظ کا ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی بنیادی چار کتابوں (کافی (اصول و فروع)، من لایحضرہ الفقیہ، تہذیب الاحکام اور الاستبصار) میں سے من لایحضرہ الفقیہ (مؤلفہ ابن بابویہ قمی المعروف بہ شیخ صدوق) جلد اول صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ طہران ۱۳۹۲ھ میں امام جعفر صادق سے جو اذان منقول ہے وہ وہی ہے جو سواد اعظم اہل السنّت والجماعت کے ہاں کہی جاتی ہے۔ اسکے بعد یہ لکھا ہے کہ:۔ ولا بأس ان یقال فی صلوٰۃ الغداۃ علی اثر حیّ علی خیر العمل۔ الصلوٰۃ خیر من النوم مرتین للتقیۃ (ترجمہ) اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ صبح کی اذان میں حیّ علی خیر العمل کے بعد دو مرتبہ الصلوٰۃ خیر من النوم بھی از روئے تقیہ کہہ لے لیکن آج کے شیعہ تو تقیہ سے الصلوٰۃ خیر من النوم نہیں پڑھتے) اس کے بعد (باقی صفحہ ۱۱۰ پر)

خلیل اللہ ہونا اور حضرت موسیٰ کا کلیم اللہ ہونا اور حضرت عیسیٰ کا کلمۃ اللہ ہونا اور آیت وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ (رسول اللہ کی بیویاں تمام مومنین کی مائیں ہیں) قرآن سے ثابت ہے لیکن ہم کلمۂ اسلام میں ان میں سے کسی کو شامل نہیں کر سکتے۔

---

(بقیہ حاشیہ ۱۰۹) علامہ ابن بابویہ قمی (مصنف) لکھتے ہیں:۔ ھٰذا ھو الاذان الصحیح لا یزاد فیہ ولا ینقص منہ والمفوضۃ لعنھم اللہ قد وضعوا اخبارًا وزادوا فی الاذان محمد وال محمد خیر البریۃ مرتین وفی بعض روایاتھم بعد اشھد ان محمدا رسول اللہ۔ اشھد اَنَّ علیاً ولی اللہ مرتین۔ ومنھم من روی بدل ذلک اشھد ان علیاً امیر المومنین حقًا مرتین ولاشک فی ان علیاً ولی اللہ وانہ امیر المومنین حقًا وان محمدا وآلہ خیر البریۃ ولکن ذٰلک لیس فی اصل الاذان" (ترجمہ) "یہی صحیح اذان ہے جس میں کمی و بیشی نہیں کی جا سکتی۔ اور شیعہ مفوضہ نے (ان پر اللہ کی لعنت ہو) اپنی طرف سے روایات وضع کر لی ہیں اور اذان میں یہ الفاظ زائد کر لئے ہیں۔ محمد وآل محمد خیر البریۃ۔ اور انکی بعض روایات میں اشھد ان محمدا رسول اللہ کے بعد اشھد ان علیاً ولیّ اللہ دو مرتبہ پڑھنا لکھا ہے اور ان میں سے بعض نے بجائے اسکے اشھد ان علیاً امیر المومنین حقًا دو مرتبہ پڑھنے کی روایت وضع کی ہے اور بیشک حضرت علی اللہ کے ولی اور امیر المومنین حقًا ہیں اور حضرت محمد اور آپکی آل خیر البریہ ہے لیکن یہ الفاظ اصل اذان میں نہیں پائے جاتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام جعفر صادق نے بھی یہ اذان نہیں کہلوائی جو آج شیعہ کہتے ہیں۔ بلکہ ان کے بعد جن لوگوں نے اذان میں علی ولی اللہ کہنے کی روایات وضع کی ہیں وہ مفوضہ فرقہ کے لوگ تھے جو ائمہ میں خدائی صفات تسلیم کرتے تھے اور حسب روایات شیعہ وہ لعنت کے مستحق ہیں۔ فرمائیے



**تاویل نمبر (۲)** کہتے ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے شرک کی نفی کی جاتی ہے اور محمد رسول اللہ سے کفر کی نفی مقصود ہوتی ہے لیکن ان دونو شہادتوں سے نفاق کی نفی نہیں ثابت ہوتی اس لئے کلمہ میں علی ولی اللہ سے ہم نفاق کی نفی کرتے ہیں۔ جس کے بعد کہ نہ صرف علی ولی اللہ بلکہ اذان میں اشھد ان محمدًا وآلہ خیر البریۃ کا اضافہ بھی جائز نہیں ہے تو پھر وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلافصل کا اضافہ کیونکر جائز ہوگا لیکن زمانہ حال کے شیعوں کیلئے سب کچھ جائز ہو گیا ہے ؎ جو چاہے آپ کی عقل کرشمہ ساز کرے۔

**ایک اعتراض کا جواب** جب شیعہ علماء مروجہ اذان کے کلمات علی ولی اللہ وغیرہ کا ثبوت نہیں دے سکتے تو الٹا اہل سنّت کو یہ الزام دیتے ہیں کہ تم جو صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ کہتے ہو یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے ثابت نہیں بلکہ اسکا حکم حضرت عمر فاروق رضی نے دیا ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ محض الزام اور افتراء ہے کیونکہ اہل السنّت والجماعت کی کتب حدیث میں اسکا ثبوت موجود ہے (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو محذورہ صحابی رضی اللہ عنہ کو جو اذان سکھائی تھی اس میں یہ فرمایا:۔ فان کان صلوٰۃ الصبح قلتَ الصلوۃ خیر من النوم الصلوۃ خیر من النوم (مشکوٰۃ شریف بحوالہ ابی داؤد) (ترجمہ) پس اگر صبح کی نماز ہو تو تُو کہہ۔ الصلوۃ خیر من النوم۔ الصلوۃ خیر من النوم)۔ (۲) شرح معانی الآثار المعروف بہ طحاوی شریف میں ہے: عن ابی محذورۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمہ فی الاذان الاول من الصبح الصلوۃ خیر من النوم۔ الصلوۃ خیر من النوم)۔ (۳) عن عبد العزیز بن رفیع قال سمعت ابا محذورۃ قال کنت غلامًا صبیًا فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل الصلوۃ خیر من النوم الصلوۃ خیر من النوم (ایضًا طحاوی شریف) ترجمہ۔ عبد العزیز بن رفیع نے حضرت ابو محذورہ سے سُنا کہ آپ نے فرمایا میں چھوٹا بچہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ تو کہہ۔ الصلوۃ خیر من النوم الصلوۃ خیر من النوم)۔

کلمہ مکمل ہو جاتا ہے اور کسی کے لئے نفاق کی گنجائش نہیں رہتی۔

**الجواب** (ا) یہ تاویل بھی بالکل جہالت پر مبنی ہے۔ کیونکہ ہمارا مطالبہ تو یہ ہے کہ کلمۂ اسلام نص سے ثابت ہونا چاہیے۔ اور یہ استدلال تو نص نہیں بلکہ ایک خود ساختہ توجیہ ہے۔

(ب) منافقین کا وجود تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ پھر آپ نے کیوں ایسا کلمہ نہیں پڑھایا جس سے نفاق کی نفی کی جائے۔

(ج) نفاق تو یہ ہے کہ انسان زبان سے تو ضروریاتِ دین کو تسلیم کرے لیکن دل میں اس کے متعلق شک یا انکار رکھتا ہو۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (البقرہ ع ۲) :۔ اور آدمیوں میں سے ایسے (بھی) ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ خدا کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں" (ترجمہ مولوی مقبول احمد دہلوی) اور سورۃ المنافقون ع ۱ میں فرمایا:۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ م وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (ترجمہ) جس وقت منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم ضرور اللہ کے رسول ہو اور اللہ یہ جانتا ہے کہ تم بیشک اسکے رسول ہو۔ اور اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق ضرور جھوٹے ہیں" (ترجمہ مقبول) پارہ ۲۸۔

ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ منافق وہ ہے جو زبان سے صحیح اسلامی



عقائد کا اظہار کرے لیکن اسکے دل میں اس پر یقین و تصدیق نہ ہو۔

اب فرمائیے۔ جس طرح ایک شخص باوجود کلمہ اسلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ پڑھنے کے دل کے انکار کی بنا پر منافق قرار دیا جا سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص زبان سے شیعوں کا کلمہ پڑھ لے اور علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل کے الفاظ کا بھی زبان سے اقرار کر لے اور قسم بھی اس کی کھالے۔ لیکن دل میں اسکے یہ ہو کہ حضرت علیؓ خلیفتہ بلا فصل نہیں ہیں تو کیا وہ شیعہ علماء کے نزدیک منافق نہیں سمجھا جائیگا؟۔ پھر کلمۂ اسلام میں حضرت علی کی ولایت کے اقرار سے نفاق کی نفی کیونکر لازم آجاتی ہے۔ اگر نفاق ختم کرنے کا یہی طریقہ ہے تو پھر شیعوں کو صرف ایک امام علیؓ کا نہیں بلکہ بارہ اماموں کی ولایت کا بھی اقرار کرنا چاہیے بلکہ کلمۂ اسلام میں حضرت فاطمۃ الزہراء کے نام کا بھی اعلان کیا جانا چاہیے تاکہ نفاق کی پوری طرح روک تھام ہو جائے۔ کیا عجیب تلبیس ہے۔

## منافقین کون ہیں

عموماً شیعہ۔ خلفائے ثلثہ حضرت ابو بکرؓ صدیق۔ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق (سوائے حضرت علیؓ وغیرہ چند صحابہ کے) یہ بہتان تراشی کیا کرتے ہیں کہ وہ منافق تھے العیاذ باللہ اور سورۃ المنافقون کے مضامین کا مصداق ان حضرات کو قرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں منافقین کی جتنی نشانیاں بیان

کی گئی ہیں ان سب سے یہ حضرات پاک ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ مَّلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ۝ پ ۲۲ سورۃ الاحزاب رکوع ۸) (ترجمہ)

اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹی خبریں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم ضرور تم کو ان کے درپے کر دینگے پھر وہ اس شہر میں تمہارے پڑوس میں نہ رہینگے مگر بہت ہی کم۔ اور ہر طرف سے ان پر لعنت ہوتی رہے گی۔ وہ جہاں کہیں پائے جائینگے پکڑے جائینگے اور ایسے قتل کئے جائینگے جیسا کہ قتل کئے جانے کا حق ہے۔" (مولوی مقبول احمد دہلوی)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں پیشگوئی فرمائی ہے کہ اگر وہ منافقت سے باز نہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں وہ ذلیل اور رسوا ہونگے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کی زد میں آجائینگے اور وہ سوائے قلیل مدت کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب رفاقت سے بالکل محروم کر دئیے جائینگے۔ غلبۂ اسلام کے موقع پر ان کا یہ حال ہوگا کہ جہاں کہیں بھی وہ پائے جائینگے غازیان اسلام ان کو پکڑ پکڑ کر قتل کر دینگے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ حرف بحرف پورا ہوا اور منافقین نے دنیا میں بھی ذلت وخواری کا انجام دیکھ لیا۔ اور آخرت کا عذاب تو اس سے زیادہ سخت ہے چنانچہ فرمایا:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (سورۃ النساء ع ۲۱)

(بیشک منافق لوگ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہونگے) لیکن انکے برعکس



خلفائے ثلٰثہ رض کی مقدس زندگیوں کو پیش نظر رکھیں۔ کہ وہ یکے بعد دیگرے انبیاء و مرسلین کے سردار سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت راشدہ کے عظیم منصب سے شرف یاب ہوئے۔ انہی کے دور خلافت میں کفر و نفاق اور شرک و الحاد کی طاغوتی طاقتوں نے ان کے آگے سپر ڈالدی۔ غلبہ دین اور شوکت اسلام کا پرچم اتنا اونچا لہرایا گیا کہ بعد از انبیاء اولاد آدم میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ زندگی میں ان کو منبر نبوی اور مصلّائے رسالت پر کھڑے ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت علی رض المرتضیٰ رض۔ حضرت حسن وحسین وغیرہ تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد نبوی میں ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھنے کی فضیلت نصیب ہوئی اور بعد از وفات حضرت عثمان رض ذو النورین کو جنت البقیع کے انوار نصیب ہوئے جہاں حضرت امام حسن۔ حضرت فاطمۃ رض الزہراء وغیرہا چاروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صاحبزادیاں۔ امہات المومنین اور ہزاروں شہداء و اولیاء مدفون ہیں۔ اور پہلے دو خلیفوں کو تو وہ عظیم فضیلت بعد از وفات نصیب ہوئی کہ کسی امتی کو ایسی فضیلت نہ پہلے نصیب ہوئی ہے اور نہ بعد میں نصیب ہوگی۔ خلیفہ اوّل حضرت صدّیق رض۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہیں اور ان کے پہلو میں حضرت فاروق رض استراحت فرما رہے ہیں یہ وہ روضہ مقدسہ ہے جو حسب ارشاد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم جنّت کا ٹکڑا ہے اور یہ وہ خاک پاک ہے جو اہل السنّت والجماعت کے عقیدہ میں عرش و کرسی پر بھی فضیلت رکھتی ہے۔ اہل سنّت

اور اہل تشیّع دونو کی کُتبِ حدیث میں یہ حدیث پائی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اور آپ کے منبر کی درمیانی جگہ جنت کا ٹکڑا ہے۔

چنانچہ (۱) مشکوٰۃ شریف میں بخاری و مسلم کے حوالہ سے یہ حدیث درج ہے عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ما بين بيتی ومنبری روضة مّن رياض الجنّة (حضرت ابو ہریرہ رضی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ علّامہ علی قاری حنفی محدث فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حقیقت پر محمول ہے۔ یہ ٹکڑا جنّت کا ہے جو قیامت کو جنّت میں ہی شامل ہو جائیگا۔

(۲) شیعہ مذہب کی صحیح ترین کتاب حدیث فروع کافی کتاب الحج میں یہ حدیث لکھی ہے:۔ عن ابی عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ما بين بيتی ومنبری روضة من رياض الجنة:۔ (ترجمہ) حضرت ابوعبداللہ (یعنی امام جعفر صادق) سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ نے میرے گھر اور منبر کے درمیان جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔" (شافی ترجمہ فروع کافی جلد اوّل حصّہ دوم ص۵۵)

یہ وہی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ مقدسہ ہے جس کو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ ہونے کا عظیم شرف نصیب ہوا ہے۔ یہ وہی قبر منور ہے جہاں اطرافِ عالم سے



مومنین کے درود و سلام بذریعہ ملائکہ پہنچائے جاتے ہیں اور یہ وہی مرکز تجلّیات ہے جہاں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے تو رسول کریم خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ یہ وہی خاک پاک ہے جہاں ان تجلّیاتِ ربّانی کا نزول ہوتا ہے جو اور کسی مقام کو نصیب نہیں ہر سال لاکھوں حجّاج اور زائرین حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی جالی اطہر کے سامنے حاضر ہو کر درود و سلام کا ہدیہ پیش کرتے ہیں اور پھر حضرت صدّیق رضی اور حضرت فاروق رضی کی جالی کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا سلام پیش کرتے ہیں۔ جو مقام حقتعالیٰ کی بے انتہا تجلّیات اور رحمتوں کا مرکز ہو وہاں خلاف رحمت اثرات کا کیا دخل۔ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام کرنے والے دو خلیفوں رضی کے بارے میں بھی اگر کوئی مدعی اسلام نفاق و کفر کی تہمت لگاتا ہے تو وہ خود مرض نفاق و کفر سے ملوث ہے۔ یارِ غار اور یارِ مزار کو جو بلند و بالا تر مقامِ رحمت نصیب ہوا ہے اور وہ کسی کی بدگوئی سے کم نہیں ہو سکتا۔ علّامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

آں امنّ النّاس بر مولائے ما — آں کلیم اوّلِ سینائے ما

ہمّتِ او کشت ملّت را چو ابر — ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر

## منافقین کی علامت نمبر۲

قرآن مجید میں فرمایا:—

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ

وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ط نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ط اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ رکوع ۹) - ترجمہ "منافق مرد اور منافق عورتیں ایکدوسرے کے ہمجنس ہیں - برائی کا حکم دیتے رہتے ہیں اور نیکی سے (برابر) باز رکھتے ہیں - اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں - وہ اللہ کو بھول گئے ہیں تو اللہ نے بھی ان کو (گویا) بھلا دیا ہے - بیشک منافق لوگ ہی تو نافرمان ہیں -" (مولوی مقبول احمد دہلوی) -

اس آیت میں منافقین کی یہ علامت بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ بجائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے الٹا نیکیوں سے روکتے ہیں اور برائیوں کا حکم دیتے ہیں اور منافق لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں - اب اس آیت کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ مذہب نے حضرت علی المرتضٰے کی خلافت و امامت کا جو خاکہ پیش کیا ہے، وہ یہ ہے کہ خلفائے ثلثہ رض کے زمانہ میں بھی تقیہ فرماتے رہے اور حسب اعتقاد شیعہ انہوں نے جو خلاف شریعت و سنت امور کا ارتکاب کیا تھا اور جو ظلم و ستم حضرت فاطمۃ الزہرا رض پر روا رکھا گیا تھا حتیٰ کہ ان کی پسلیاں توڑ دی گئیں اور اس کے بطن پاک میں محسن کو بھی شہید کر دیا اور خود حضرت علی المرتضٰے کے گلے میں رسی ڈال کر زبردستی مسجد میں گھسیٹ کر لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیق رض کی بیعت کرائی - ۲۴/۲۵ سال کا طویل زمانہ تو آپ نے اس طرح خلفائے ثلثہ کی بظاہر اتباع ہی میں گزارا - حتیٰ کہ شیعہ جو آج ان کے نام کی اذان دیتے ہیں - ان کے نام کا کلمہ پڑھتے ہیں حضرت علی المرتضٰے رض نے اس کے



اظہار کی بھی جرأت نہ فرمائی اور جو دین و مذہب خلفائے ثلثہ[۱] رض نے نافذ کیا تھا اسی کے مطابق عمل کرتے رہے اور اسکے بعد جو آپ کو منصب خلافت بالفعل نصیب ہوا - اور مسلمانوں کا ایک لشکر بھی آپ کے ماتحت تھا تو اسکے باوجود آپ نے انہی منکرات کو باقی رکھا جو خلفائے ثلثہ رض کے زمانہ سے رائج تھیں - متعہ جیسی عظیم نیکی کے حلال ہونے کا کبھی اعلان نہ فرمایا لوگوں نے ناجائز طور پر جو عورتیں اپنے گھروں میں ڈالی ہوئی تھیں انکی

[۱] علاوہ ازیں شیعہ مذہب کی مستند کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت علی رض المرتضیٰ خلفائے ثلثہ کے فضائل و مناقب بھی بیان فرمایا کرتے تھے - حتیٰ کہ اپنی خلافت کے صحیح ہونے کی دلیل میں انکی خلافت کو پیش فرمایا تھا چنانچہ آپ نے حضرت معاویہ رض کو اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے :- اِنہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوریٰ للمھٰجرین والانصار فان اجتمعوا علیٰ رجل فسموہ اماماً کان ذٰلك للہ رضیً (نہج البلاغۃ ص۳۹۸ مطبوعہ تہران) - ترجمہ - "بیشک میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکر عمر اور عثمان کی کی تھی - اور اسی امر (دین) پر کی ہے جس پر انکی کی تھی پس جو لوگ حاضر ہیں انکو اسکے خلاف کسی کو اختیار کرنیکا حق نہیں ہے اور جو لوگ یہاں موجود نہیں ہے وہ اس بیعت کو رد نہیں کر سکتے اور بیشک شوریٰ کا حق مہاجرین اور انصار کو ہے - پس اگر وہ کسی شخص پر اتفاق کرکے اسکو اپنا امام تجویز کرلیں تو یہ بات اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی دلیل ہوگی) -
فرمائیے - اس سے زیادہ بھی کوئی منقبت ہوسکتی ہے کہ انکے طریق انتخاب کو برحق قرار دیکر اسکو اپنی خلافت کے برحق ہونے کی تائید میں پیش فرمادیا - اور آپ کے اس استدلال سے اللہ کی طرف سے خلیفہ کی نامزدگی کے عقیدہ کی بھی نفی ہوگئی - اب اگر حضرت علی رض نے خلفائے ثلثہ کی دل سے تعریف فرمائی ہے تو شیعہ علماء بھی انکو تسلیم کرلیں اور اگر انکا ارشاد باطن کیخلاف تھا تو ان کو کس گروہ میں شمار کرنا پڑیگا - العیاذ باللہ -

عزّت وناموس کی بھی حفاظت نہ کی اور یہ منکرات کی عملی تائید اور معروفات کے خلاف عملی اقدام حضرت شیرِ خدا نے محض اس لئے روا رکھا تھا کہ اگر آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے تو اس امر کا آپ کو شدید خطرہ تھا کہ آپ تنہا رہ جاتے اور لشکر اسلام بھی آپ کو چھوڑ دیتا۔

فرمائیے۔ شیعہ مذہب کے عقیدہ کے تحت حضرت علیؓ المرتضیٰ خلیفہ بلافصل کو کس فہرست میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ شیعہ عقیدہ کے مطابق آپ میں کس پارٹی کی نشانیاں پائی جاتی ہیں؟ - آج کئی شیعہ عظمتِ علیؓ کا اعلان کرتے ہوئے کرّار غیر فرّار کے نعرے لگاتے ہیں۔ اچھلتے اور کودتے ہیں لیکن کوئی اہل عقل وانصاف ہمیں بتائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی تصویر جو شیعہ مذہب پیش کرتا ہے کیا ایسی شخصیّت کو کرار غیر فرار کہا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ ہم نے یہاں بہت اختصار کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جن نتائج کی نشان دہی کی ہے یہ صرف ان شیعہ عقائد پر مبنی ہیں جو سابقہ اوراق میں شیعہ مذہب کی مستند ترین کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں اور شیعہ علماء ان معتقدات کا انکار نہیں کر سکتے۔ ورنہ ہم حضرت مرتضیٰؓ کے متعلق اپنے عقیدہ کے تحت ان عقائد ونتائج کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ ہم حضرت علیؓ کو کفر ونفاق کے ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ سے بھی بالکلیہ پاک سمجھتے ہیں ہم اہل السنت والجماعت کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ حق پسند حق گو۔ پیکر خلوص وتقویٰ۔ انوار نبوّت کے فیض



سے کامل نجم ہدایت قطعی جنتی اور خلیفہ راشد ہیں۔ ربّ العٰلمین کے مقبول اور رحمت للعالمین کے محبوب اور خلفائے ثلٰثہ کے بعد افضل امت ہیں۔ آپ کی محبت ہمارے ایمان کی جزو ہے۔ ہم خارجیت کے بھی اتنے ہی خلاف ہیں جتنا کہ رافضیت کے ہیں۔ ہم تمام اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اپنے درجے میں نجوم ہدایت مانتے ہیں۔ ہمارے عقیدہ میں حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار پاک صاحبزادیوں میں سے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا مقام بلند ہے اور حسبِ ارشاد رسالت آپ جنّت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ ہم رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پیاروں کی پوری عقیدت ومحبت کا دم بھرتے ہیں۔ ہم ازواج مطہرات۔ امہات المومنین کو از روئے قرآن مقدس اگر اہل بیت کی فضیلت کا مصداق مانتے ہیں تو از روئے حدیث حضرت علی المرتضیٰ۔ حضرت فاطمۃ الزہراء۔ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کو بھی اہل بیت کے شرف میں شامل مانتے ہیں۔ اصحاب ہوں یا خلفائے رسول۔ ازواج مطہرات ہوں یا اہل بیت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سب کو درجہ بدرجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیضیافتہ جنتی جماعت مانتے ہیں۔ ہم سنّت رسول اور جماعت رسول کی اعلیٰ نسبتوں کے تحت اپنے آپ کو اہل السنّت والجماعت مسلمان قرار دیتے ہیں اور اللہ کے رسول اور جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے شفاعت اور جنّت کے امیدوار ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اسی مذہب حق پر قائم ودائم رکھیں آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ

علیہ وسلم۔

## خلاصۂ بحث

کلمۂ اسلام کی اس بحث کے سلسلہ میں شیعہ علماء سے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ چونکہ کلمۂ اسلام ہی اصل اصول دین ہے اس لئے اسکا ثبوت اپنے مذہب کی قطعیات کی بنا پر پیش کرنا آپ پر لازم ہے۔ ہم نے مذکورہ دس سوالات شیعہ کا جواب دے کر آخر میں صرف تین سوالات مولوی عبد الکریم صاحب مشتاق کی خدمت میں پیش کئے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ :۔

(۱) شیعہ مذہب کی مستند کتابوں کی بنا پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ عقیدہ امامت و ولایت اور دوسرے بنیادی عقائد کا کتمان و اخفاء بلکہ خلافِ حق کا اظہار لازم ہے۔ اور یہ شیعہ مذہب کا تقاضا ہے جس کا مکان و زمان سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ اصول کافی کی حدیث میں ہے :۔ قال ابوجعفر

---

[۱] بعض دفعہ شیعوں کی طرف سے ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ تمہارا کلمہ بھی قرآن مجید میں ایک جگہ اکٹھا مذکور نہیں ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سورۃ محمد میں ہے تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سورۃ الفتح میں ہے۔ اس اعتراض کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہمارے کلمہ کے دونو جزو قرآن مجید سے انہی لفظوں میں ثابت تو ہیں اور اگر جدا جدا ہونا قابل اعتراض ہے تو یہ اعتراض تو شیعوں پر بھی وارد ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ کو کلمۂ اسلام کے پہلے دو جزو مانتے ہیں۔ تم علی ولی اللہ وغیرہ کے الفاظ قرآن مجید میں جدا جدا ہی ثابت کر دو۔ کبھی کہتے ہیں کہ تمہارے چھ کلمے کہاں سے ثابت ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ زیر بحث مسئلہ صرف کلمۂ اسلام کا ہے نہ کہ ہر کلمے کا۔



علیہ السلام ولایۃ اللہ اسرّھا الی جبرئیل واسرّھا جبرئیل الی محمد صلی اللہ علیہ والہ واسرّھا محمد الی علی علیہ السلام واسرّھا علیؑ الی من شاء اللہ ثم انتم تذیعون ذٰلک الخ (اصول کافی ص۲۴۸ مطبوعہ لکھنو)۔ (ترجمہ) "امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وحی کی اللہ نے جبرئیل کو اور جبرئیل نے حضرت رسول خدا کو تِبیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ یعنی قیامت تک ہونیوالے واقعات سے آگاہ کیا اور آنحضرت نے بطور راز بتایا علی علیہ السلام کو اور علی نے جس کو چاہا بتایا (یعنی یہ سلسلہ ائمہ اہل بیت تک جاری رہا) اور تم اسے ظاہر کرتے ہو (ظہور قائم آل محمد کو) تم میں کون ہے کہ باز رہے اس بات کو بیان کرنیسے۔" (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص۲۴۵)۔

اس حدیث کے ترجمہ میں شیعہ ادیب اعظم سیّد ظفر حسن صاحب امروہوی نے تقیہ سے کام لیا ہے اور ترجمہ صاف نہیں کیا حالانکہ عربی عبارت بالکل واضح ہے جس کا معنی یہ ہے کہ :۔

امر ولایت (یعنی امامت و خلافت) ایک راز ہے جس کو پوشیدگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بتایا۔ اور جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور راز ولایت کے متعلق بتایا اور حضور نے پھر حضرت علی رضؓ کو بطور مخفی راز اس کی خبر دی اور حضرت علی رضؓ نے پھر جس کو چاہا بتایا۔ لیکن یہ ولایت و امامت کا بھید کسی طرح ظاہر ہو گیا اور امام محمد باقر ان لوگوں کو سخت تنبیہ فرما رہے ہیں جنہوں

نے اس ولایت و امامت کے عقیدے کا اظہار کیا ہے۔ اور اسی باب کی دوسری روایت میں بھی اسی بات کی تاکید پائی جاتی ہے۔ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال انّ امرنا مستور مقنّع بالمیثاق فمن هتك علینا اذلّه الله (ایضا اصول کافی ص۲۸۷)۔ (ترجمہ) فرمایا ابوعبداللہ (یعنی امام جعفر صادق) علیہ السلام نے ہمارا معاملہ پوشیدہ ہے بعہد الٰہی جو ظہور قائم آل محمد تک ظاہر نہ ہوگا۔ پس جس نے ہماری پردہ دری کی خدا اسکو ذلیل کریگا۔" (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص۲۴۹)

اور یہ کتمان (حق چھپانے) اور تقیہ (خلاف حق ظاہر کرنے) کا حکم امام غائب کے ظہور تک ہے اور جوں جوں امام کے ظہور کا زمانہ قریب آئیگا تقیہ کا حکم سخت ہو جائیگا چنانچہ اصول کافی جیسی اصح الکتب میں ہی یہ حدیث منقول ہے:- عن ابی عبد الله علیه السلام قال کلّما تقارب هذا الامر كان اشدّ للتّقیة" ص۴۸۴۔ (ترجمہ) "فرمایا حضرت ابوعبداللہ (یعنی امام جعفر صادق) علیہ السلام نے جب حضرت (یعنی امام غائب) کا وقت قریب ہو تو تقیہ اور زیادہ سختی سے ہونا چاہیے۔" (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص۲۴۴)۔

اس لئے مولوی عبد الکریم صاحب مشاق پر باتباع ائمہ معصومین تقیہ لازم ہے نہ کہ تبلیغ و اشاعت،

سوال نمبر (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد غلبہ دین اسلام تھا جو قادر مطلق کی نصرت سے پورا ہوا۔ حضور خاتم النبیین



صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ سلسلہ نبوت منقطع تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے حق بنانے کا وعدہ فرمایا اور سنّی عقیدہ کے مطابق یہ وعدہ الٰہی خلفائے ثلثہ کے عظیم الشان دَور میں پورا ہوا اور برو بحر میں اسلام کا ڈنکہ بج گیا لیکن حسب عقیدہ شیعہ حضرت علی المرتضیٰ گو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد خلیفہ بلا فصل تھے لیکن آپ نے نہ صرف خلفائے ثلثہ کے عہد حکومت میں بلکہ اپنے دَور خلافت میں بھی اللہ کا صحیح دین نافذ نہ کیا اور مغلوب اور تقیہ کے لباس میں ہی مستُور رہے اس لئے آپ ناکام خلیفہ رسول ہیں۔ کامیاب خلیفہ تو وہ تسلیم کیا جا سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت و خلافت کے منصب پر فائز ہو کر دشمنوں کے مقابلہ میں غالب و منصور ثابت ہو۔

اور سوال نمبر (۳) کا خلاصہ یہ ہے کلمہ اسلام تمام اصول دین کی بنیاد ہے جس کو قبول کرنے سے غیر مسلم داخل اسلام ہو جاتا ہے (البتہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اگر وہ ضروریات دین میں سے کسی قطعی عقیدے کا منکر ہو جائے تو وہ پھر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اسی بنا پر قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو باوجود کلمہ اسلام کے اقرار کے کافر اور خارج از اسلام مانا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اسلام کے ایک قطعی عقیدہ ختم نبوّت کے خلاف مرزا غلام احمد قادیانی دجّال اور کذّاب کو نبی یا ولی وغیرہ تسلیم کرلیا ہے) لیکن دورِ حاضر کے شیعہ جس کلمۂ اسلام

کے معتقد اور داعی ہیں وہ بالکل خود ساختہ اور بے بنیاد ہے۔ اس لئے ہم مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق اور دوسرے شیعہ علماء کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ جس مذہب کے گیارہ معصوم امام حضرت علیؓ سے لیکر حسن عسکری تک کتمانِ حق اور تقیہ یعنی خلاف حق کے اظہار کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں اور اسی تقیہ کی بنا پر ان کو اپنے اپنے دور امامت میں بمشکل دو دو تین تین اور چار چار شیعہ نصیب ہوئے ہیں اور ابھی تک ایسے تین سو تیرہ ۳۱۳ مخلص مومن شیعوں کی تعداد کبھی پوری نہیں ہوئی جس کی بنا پر امام غائب ظاہر ہو جائیں اور امام غائب صدیوں سے نہ صرف یہ کہ خود غائب ہیں بلکہ خلیفہ بلا فصل امام اول کے مرتب کردہ اصلی قرآن کو ہی اپنے ساتھ غائب کئے ہوئے ہیں اور جس مذہب کا مروجہ کلمہ اسلام ہی بے بنیاد ہے اور خود ساختہ ہے تو شیعہ مذہب کے ان عقائد و مسائل کے باوجود جن کی تفصیل پہلے درج کر دیگئی ہے ہم مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق سے دریافت کرتے ہیں کہ مذہب حق اہل السنت والجماعت کو ترک کر کے (جن کے خلفاء غالب ہوئے ہیں اور جن کا کلمہ قطعی الثبوت ہے اور جنکا دین مجموعی حیثیت سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں دَورِ رسالت سے لیکر آجتک قائم ہے) آپ شیعہ کیوں ہوئے؟

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خادم اہل سنّت مظہر حسین غفرلہ خطیب مدنی جامع مسجد چکوال
و بانی تحریک خدّام اہل سنت پاکستان۔

۱۴ ذی قعدہ سنہ ۱۳۹۸ھ ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۷۸ء



# خُدّام اہل سُنّت کی مطبوعات

**آفتابِ ہدایت ردِّ رفض و بدعت** رئیس المناظرین حضرت مولٰنا محمد کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ کی وہ معرکۃ الآراء تصنیف ہے جسمیں سنّی شیعہ نزاعی مسائل خلافت و امامت وغیرہ پر مفصل بحث کر کے مذہب اہل السنّت والجماعت کی حقانیت ثابت کر دیگئی ہے۔ قیمت -/۱۰ روپے

**مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت** مصنّفہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہٗ مع عرض حقیقت:۔ از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ قیمت ۴ روپے

**سلاسل طیّبہ** مصنّفہ:۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مع توسل کی حقیقت و حالات و کمالات حضرت شیخ المدنی از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ۔ قیمت -/۴ روپے

**پاکستان میں کلمہ اسلام کی تبدیلی کی خطرناک سازش** قیمت ۲۵/ پیسے

**کھلی چٹھی بنام مودودی صاحب** از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ۔ قیمت -/۴ روپے

**شیعہ کتاب تجلیاتِ صداقت پر ایک اجمالی نظر** از مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قیمت: ۵/۰۰

**دینی مدارس کے سُنی شیعہ طلبہ کا اتحادی فتنہ** از مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قیمت ۲/۲۵ روپے

# خدّام اہلسنّت کی دعاء

## از حضرت مولینا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۲ محرم ۱۳۹۴ھ — فروری ۱۹۷۴ء

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسول اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجِ نبیؐ پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایران کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل

ہو آئینی[۱] تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسولِ پاک کی عظمت محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری راہ میں ہر اک سُنّی مسلماں وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم
ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری غفراں

---

۱؎ الحمد للہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونو گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔